وعلى الله فليتوكل المتوكلون

متعلق اور تقلید شخصی کا اور ایک باب مین مسائل اختلافیہ نماز کی کہ جسپر بڑی شبہ کرتی ہین
آیتون اور حدیثون صحیحہ سی تا وہ لوگ اونکی پکی دلیلین دیکھہ کر توبہ کرین اوس اعتقاد و اقوال اپنی سی
اور جانین کہ پورا پورا اتباع سنت اونہین کی تقلید سی حاصل ہوتا ہی اور نام اس رسالہ کا تنویر الحق
رکھا گیا اور اس رسالہ مین بعضی جگہہ تقریر تیز بھی ہی کہ تا علماء حق شناس اوسکو دیکھکر اہل بدعتکو سمجھاوین تا
اور علماء انکا خیال نکرین کہ اردو رسالہ کو دیکھکر کیون ہم اپنی اوقات کو ضایع کرین بلکہ یہ جانین
کہ ہم حدیث الدال علی الخیر کفاعلہ کی مصداق ہونگی اور جیسی کتابین کہ جنسی یہہ مضامین
نکلی ہین ہم پہنچاوین اور دیکھین تو اتنی مضامین معلوم کرین اور اسمین بلا تعصب ضرر ہین اور امید باری
مطلق سی ہی کہ جو بغور و انصاف ان مضامین کو دیکھیگا راہ حق پاویگا اور جو بنظر انکار دیکھیگا اوسکو
حق باطل معلوم ہوگا ملکہ دل اسکی رد کی لکھنی کی ہوگا اوسکا کچھہ علاج ہی نہین اسی قرآن و حدیث
مین بھی تو بہتیرے باطل کرحق سی یکسو ہوتی ہین تو مجھہ ہیچمدان کی کیا حقیقت ہی کہ میری لکھی کو مان لین
لیکن میری یہی دعا ہی اللھم اھدنا الصراط المستقیم اور جائی غور ہی کہ امام صاحب کی وقت سی
اجتک کیسی کیسی علماء اکابر حق رحمہم اللہ گذری ہین سب تقلید کو مانتی ہی چلی آئی ہین امام شافعی خود
فرماتی ہین الناس کلھم عیال ابی حنیفۃ فی الفقہ اور جلال الدین سیوطی اور ابن حجر مکی اور صاحب
شامی نی کہ سب شافعی ہین اور عبد الوہاب شعرانی مالکی وغیرہم نی اونکی تعریفون مین بڑی بڑی
کتابین تالیف کین ہین بہا ہو تمام اس تفرقہ کا انہی سی ہی جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
فرماتی ہین لیس احد یفارق الجماعۃ شبرا فیموت الا مات میتۃ جاھلیۃ
بحسب صحیح بخاری اور صحیح مسلم مین ہی وہ مصداق اس حدیث کی ہو اتبعوا السواد الاعظم
فانہ من شذ شذ فی النار یہہ روایت مشکوۃ مین ابن ماجہ وغیرہ سی نقل کی ہی اور ظاہر انکی
اعتقاد کا یہہ ہی کہ شافعیون کی بعض کتابین مثل مشکوۃ وغیرہ کی دیکھکر ایسی بھائی پیدا ہوی ہی

اگر

اگر صحاح ستہ وغیرہا کو بنظر انصاف وغور دیکھتے تو کبھی نہ بکتے اور اونکی حقیقت معلوم کرتے
کوئی بات ہے جسے چھپانا چاہتے کہ امام اعظم شاگرد ہیں بعض صحابہ کے اور کیسے کیسے کوششیں ہیں کے
مسایل نکالنے میں اور عبادت کی کرتے ہیں کیوں اونکی تقلید ہے کہ بعض تقلید سنت سے بہائے اور اس وقت کے
بعضے کج فہموں کی کہ نسبت اونکی طعن تک کرتے ہیں بہ ہزاروں سبحان اللہ کیا سمجھ ہے اور حقیقت میں
پیروی ہوائے نفسانی کی ہے کہ جسکی مذمت اللہ تعالی نے فرمائی اس آیت کریمہ میں افرأیت من اتخذ
الٰہہ ہواہ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منجملہ مہلکات کے خود پسندی کو فرمایا ہے
اور فرمایا کہ سبب ہلاکات کے ہیں خود پسندی چند سال گذرے ہیں کہ بنظر خود دیکھا ہے خاتم المحدثین مولانا محمد اسحق
صاحب رحمہ اللہ کو کہ امام اعظم رحمہ اللہ کی طعن کرنیوالوں پر بہت خفا ہوتے تھے کہ رنگ ان کا لعل ہو جاتا
تھا اور فرماتے تھے کہ بدون تقلید مذہب ایک امام کے ہستی ہے یہ چاہا کہ ہمارے بزرگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ
اس زمانہ کے بعضے لوگوں میں پیدا ہوا ہے یا احمد ہم مسلمانوں کو بچا عقیدہ اور اقوال بد سے اور اثبات
خدا تعالی اور اوسکے رسول کی راہ کی نصیب ہو کہ پسندیدہ تیرے ہو اور جنکو نکی زمرہ میں داخل کر جنکے حق
میں کہ فرمایا ہے قرآن مجید میں ومن يطع الله والرسول فأولئك مع الذين أنعم الله
عليهم من النبيين والصديقين والشهداء والصالحين وحسن أولئك رفيقا
اے پروردگار العالمین اس راہ حق کی ترویج کی باعث ہوں ان سبکی گناہ بخشدے اور عافیت دے ان سب کے
آمین یا ارحم الراحمین سبحان ربك رب العزة عما يصفون وسلام على
المرسلين والحمد لله رب العالمين **باب اول بیچ بیان فضایل امام
اعظم رحمہ اللہ کی بطریق اختصار کی** ہرچند کہ فضایل وکمال امام صاحب کے سارے
جہان پر واضح ہیں اور بہت کتابیں آپکے مناقب میں موافق اور مخالف مذہب نے تالیف کی ہیں
بعضی مضمون اونکی متعصب شافعی مذہب نے امام پر طعن بھی کیے ہیں اور اس زمانہ میں بعض

منقول ہے لیکن تعداد اصحاب میں اختلاف ہے اور تبییض الصحیفہ میں جلال الدین سیوطی
شافعی حافظ الحدیث نے لکھا ہے کہ امام ابو معشر عبد الکریم بن عبد الصمد طبری مقری
شافعی نے ایک رسالہ میں مرویات ابو حنیفہ کی اصحاب سے جمع کی ہیں اور ابن سعد نے کہا ہے کہ امام نے
ہیں کیونکہ انس بن مالک کو دیکھا ہے اور یہ امر کسی اور امام میں کہ ہم عصر امام کے تھے مثل اوزاعی شامی کے
حماد بصری اور ثوری کوفی اور مالک مدنی اور مسلم بن خالد زنجی مکی اور لیث بن سعد مصری کے نہیں
پایا جاتا انتہی کلام السیوطی الغرض امام کا تابعی ہونا مسلم الثبوت ہے اور تابعی بموجب قول صحیح
کے اسکو کہتے ہیں کہ جو اصحاب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کرے اگرچہ روایت نکرے
اور حسب امام کے مصداق آیہ کریمہ السَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم
بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللَّهُ تعالیٰ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ
علم مغفرت و فضیلت کا اور یہ سعادت مجتہدین کو نہ کیا کہ باقی مجتہدین میں یہ فضیلت نہیں پائی
جاتی اسلیے کہ امام مالک ترانوے یا چورانوے یا پچانوے سن میں پیدا ہوئے اور کسی نے [illegible]
میں تشریف لیجانا انکا ثابت نہیں تا ابو الطفیل سے ملاقات کا احتمال ہو بلکہ ابن صلاح نے تصریح
کی ہے کہ امام مالک تبع تابعین کے سے ہیں صحابی سے ملاقات نہیں ہوئی اور امام شافعی کہ [illegible]
ہوئے شاگرد امام محمد کے اور امام مالک کے ہیں اور امام احمد بن حنبل شاگرد امام شافعی کے ہیں
کہ ایک سو چونسٹھ میں پیدا ہوئے پس ثابت ہوا کہ امام اعظم کا مرتبہ سب ائمہ مجتہدین سے
نہایت ہی برتر ہے کیونکہ بموجب حدیث خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم کے
اہل قرن ثانی میں ہیں اور اقوال امام کے تابعین کے زمانہ میں عالم میں کام کرتے تھے
اور مجتہدین اور علما [illegible] منتظر رہتے تھے کہ امام کا مناظرہ شعبی سے [illegible] بالمعصیت
مشہور ہے اور بغیر انکی اجماع تابعین کا معتبر نہ تھا اور امام کا قول ہے کہ فرمودہ حضرت صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اصحاب پس انکہون ہماری ہر اور قول تابعین کا ہماری قول
برابر ہی یعنی اونکا قول ہمپر حجت نہین ہی اس قول سی ہی تابعی ہونا ثابت ہی اور سند
خوارزمی مین بعض الائمہ سالکی ہی منقول ہی کہ امام نی چار ہزار تابعین سی علم سیکہا ہی اور
کمال احتیاط کی یہ مسئلہ کالتی تہی جبتک تمام استاد قبول نکرلی اوسکی اجازت
نہ دیتی اور یہہ بہی نقل ہی کہ مسجد کوفی مین جب مسند افادہ پر بیٹہتی تہی ہزار شاگرد اونکی گرد
ہوتی تہی اور چالیس شاگرد مستعد مجتہد بالمعنی موجود رہتی تہی جب کوئی مسئلہ استخراج
کرتی تو اونسی مشورہ اور مباحثہ کرتی اور مطابق حدیثون اور اقوال صحابہ سی کرتی لعض
دفعہ مہینون کی جب خوب یہ مسئلہ درست ہو جاتا تب حکم نفاذ کا جاری کرتی اور تاریخ بغداد
مین خطیب نی لکہا ہی کہ ابو حنیفہ نی حماد بن سلیمان اور ابی اسحاق اور محمد بن المنکدر اور عطاء
بن ابی رباح اور ہاشم بن حبیب وغیرہ تابعین کبار سی علم سیکہا ہی لیکن مشہور یہہ ہی کہ امام شاگرد
حماد کی ہین وہ شاگرد ابراہیم نخعی کی وہ انہون نی حضرت عمر اور حضرت علی اور عبد اللہ بن عباس
اور عبد اللہ بن مسعود سی سیکہا چنانچہ امام نووی نی تہذیب مین لکہا ہی کہ ابو بکر بن
نجیب کہتی ہین کہ عبد اللہ بن مسعود نی فقہ کو بویا اور علقمہ نی سینچا اور ابراہیم نخعی نی
بکایا اور حماد نی کاٹا اور ابو حنیفہ نی پیسا اور ابو یوسف نی گوندہا اور محمد حسن نی روٹی
پکائی اور مشایخ نی اسمین تقسیم کیا اور تبییض الصحیفہ مین سیوطی نی لکہا ہی کہ امام کی
فضیلت مین یہہ حدیث صحیح بخاری کی کافی ہی لو کان الایمان عند الثریا لنالہ
رجال من فارس اور صحیح مسلم مین اسطرح آیا ہی لو کان الایمان عند الثریا
لذہب بہ رجل من ابناء فارس اور سند خوارزمی مین عبد اللہ بن معقل سی روایت
کہ کہا حضرت علی رضی اللہ تعالی الا انبئکم برجل من کوفۃ یکنی بابی حنیفۃ

حیض والی عورت کو حکم کرتا اور روزہ کی قضاء کا دوسرے یہہ کہ پیشاب زیادہ ناپاک ہی یا منی
کہا کہ پیشاب امام نی کہا کہ پس اگر قیاس چلتا تو پیشاب کے نکلنی سے غسل کا حکم دیتا نہ منی
کی نکلنے سے اور تیسرے یہہ کہ عورت ضعیف ہے یا مرد فرمایا کہ عورت کہا کہ اگر قیاس کو ترجیح ہوتی
تو عورت کو دوگنا حصہ مرد کے حصہ سے ہوتا امام باقر رحمۃ اللہ علیہ نے ابو حنیفہ سے معانقہ اور مصافحہ کیا
کیا اور کہا کہ معاندین عناد سے بدنام کرتی ہین چنانچہ آج کل کی لوگ و مشیران انگریز کہا ہی ابو مطیع
کہا کہ مسجد کوفہ مین صبح جمعہ کے دن جمعہ سے تا زوال تک امام کا اور سفیان ثوری اور مقاتل بن حبان اور حماد
بن سلمہ اور امام جعفر صادق وغیرہم کا مباحثہ ہوا اور سب مین امام نی کہا کہ مین اول قرآن پر بعد ازان حدیث
پہر قول صحابہ پر عمل کرتا ہون اور متفق کو مقدم رکہتا ہون مختلفہ پر بعد ازان قیاس کرتا ہون سب نے
کہڑے ہوکر پاتہہ اور گہوٹنی چومی اور دعائے خیر دی اور سید العلماء کہا اور حال امام صاحب کی عبادت کا یہہ ہی
کہ معدن الیواقیت مین آیا ہی کہ امام ہر شب مین سو رکعت نفل کی پڑہتی تہی ایکبار راہ مین ایک عورت نے
کہا کہ یہہ شخص ہر شب مین پانسو رکعت پڑہتا ہی اوسدن سے پانسو رکعت پڑہنی شروع کین پہر ایکروز
لڑکون نی امام صاحب کو دیکہکر کہا کہ یہہ شخص ہزار رکعت ہر شب مین پڑہتا ہی اور تمام شب بیدار رہتا ہی
اوس روز سے ہزار رکعت پڑہتی تہی اور تمام شب جاگتی تہی طحطاوی مین نقل ہی کہ جس مقام پر امام نے وفات
پائی ہی وہان ستر ہزار قرآن ختم کئی تہی اور تاریخ بغدادی مین خطیب نے لکہا ہی کہ تیس یا چالیس
برس تک امام نی ایک وضو سے نماز عشا اور صبح پڑہی ہی اور کثرت نماز سے کہوٹنی سوج گئی تہی
اور رمضان شریف مین ایکسٹھ ۶۱ بار قرآن مجید ختم کرتی تہی اور تہذیب الاسماء مین امام نووی نی عبد اللہ بن
مبارک سے نقل کیا ہی کہ امام صاحب نے پچپن ۵۵ حج کئی ہین اور سو مرتبہ خدا تعالی کو خواب مین دیکہا
سفیان بن عیینہ نی کہا کہ ہماری وقت مین ابو حنیفہ سے زیادہ کوئی نفل گذار نہ تہا اور وکیع نے کہا
کہ مجکو امام سے کوئی بڑا فقیہ نہ ملا اور جب امام صاحب سفیان ثوری کی بہائی کے مرنے مین گئی تو سفیان ثوری نے

ایکی

آپ کے بہت تعظیم کی اور اپنی جگہہ پر بٹھا کر باادب سامنے ہو بیٹھے غرض امام صاحب کے ایسے
ولی کامل مکمل کرتے تھے کہ آج کل کے جاہل کیا جانیں اور انکی کرامتوں اور مکاشفات سے ایک یہ ہے
کہ جبکہ منصور بادشاہ نے شعبی کو مسند قضا سے موقوف کیا اور چاہا کہ ابوحنیفہ اور سفیان ثوری
اور مسعر بن کدام اور شریک میں سے کسیکو قاضی کیجیے جبکہ ان چاروں کو طلب کیا تو راہ میں امام صاحب نے
کہا کہ سفیان ثوری تو بھاگ جاوینگے اور مسعر مجنون بن جاویگا اور میں ہرگز نہ کرونگا لیکن شریک ضرور قبول کرینگے
بعینہ ویسا ہی ہے وہی واقع ہوا کہ سفیان ثوری کشتی پر سوار ہو کر بھاگ گئے اور مسعر مجنون ہو گئے
اور امام صاحب نے کہا کہ میں عہدہ قضا کے لائق نہیں ہوں اگر سچا ہوں تو عدم لیاقت ثابت ہوئی ورنہ
جھوٹ بولتا ہوں اور جھوٹا لیاقت قضا کی نہیں رکھتا آخر امام صاحب کو جیلخانے میں بادشاہ نے
قید کروا دیا اور ہر روز کوڑے لگواتا تھا آخر کو زہر سے ہلاک کیا اور سجدہ میں جان دی کہ مظلوم اور مجبوس اور مسموم
سنہ میں ماہ رجب سن ایکسو پچاس ہجری میں اس دار فنا سے دار البقا جنت الفردوس میں
چلے گئے انا للہ وانا الیہ راجعون

باب دوسرا بیچ بیان تقلید ائمہ اربعہ کے

فرماتا ہے اللہ تعالی جل شانہ فسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون یعنی پس پوچھو اونسے کہ اہل ذکر ہیں اگر نہیں
جانتے ہو تم پس یہ آیت ساتھ اجماع امت کے مخصص ہے اسلئے کہ اہل سنت ہرگز اجازت نہیں دیتے
ہر کسی کو پیروی یہود و نصاری و روافض و خوارج وغیرہ کی اور اسیطرح روافض وغیرہ نہیں اجازت دیتے کہ پیروی سنیوں کی
اہل سنت کے پس اجماع ہوا امت کا اوپر تخصیص اس آیت کے پس معنی یہ ہے آیت مخصص اور ظنی الدلالت
ہیں بعد اس تخصیص کے اور تقریر اسکے پھر مخصص ہوئی یہ اجماع اہل سنت و جماعت کی بایں طور کہ مراد
اہل ذکر سے ائمہ اربعہ ہیں پس دلالت کرے اس آیت نے تقلید اوپر کے ائمہ اربعہ کے مذاہب دلالت التزام ہی
اور وہ اجماع اہل سنت کا نقل کیا طحطاوی وغیرہ نے لکھا طحطاوی نے بیچ شرح در المختار کی کتاب الذبایح میں

اول تو یہہ کہ باطل ہوا قول ان جہلاء کا کہ کہا انہوں نی تقلید شرک ہے بسبب قول
اللہ تعالی کی قل یا اہل الکتب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا
اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ اور بسبب قول
اللہ تعالی کی اتخذوا احبارہم ورہبانہم اربابا من دون اللہ بس حاصل یہہ کہ یہہ قول باطل
ہی بسبب اجماع کی کہ منقول ہی بڑی علما سی اور بسبب قول اللہ تعالی کی یا ایہا الذین
امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم اور بسبب قول اللہ تعالی کے
فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون اور بسبب قول اللہ تعالی کی والسابقون
الاولون من المہاجرین والانصار والذین اتبعوہم باحسان رضی اللہ عنہم
ورضوا عنہ اور بسبب حدیث انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتبعوا السواد الاعظم فانہ
من شذ شذ فی النار اور بسبب رد تین شخص کے کہ [illegible] ہیں اور اسیطرح ثابت ہوا اتباع
مسائل قیاسیہ میں جنمیں اجماع صحابہ اور اجماع تابعین وتبع تابعین کے اور ساتہ اجماع ائمہ اربعہ کی اور اسیطرح
ثابت ہوا اتباع مسائل اجتہادیہ میں ساتہ اجماع صحابہ اور اجماع امت کے اور فرمایا ہی اللہ تعالی نے
ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا
حاصل یہہ کہ قول مذکور جہلا کا ان آیات واحادیث سی بہی باطل ہوا اور دوسری بات اس اجماع
مذکور سی یہہ بہی نکلی کہ باطل ہی یہ قول نادانوں کا ہی کہ کہتی ہیں اللہ تعالی نے نہیں حکم کیا ہمکو
ابو حنیفہ کی اتباع کرینگا اور نہ اوسکا بلکہ ارشاد کیا ہی ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرینگا
اور کہتی ہیں کہ یہی تقلید کی [illegible] دن [illegible] ہیں اور یہی مخالفت کی حکم خدا کی بلاشک
سوا اسکے [illegible] یہہ کہ عمل کرتا [illegible] حدیث [illegible] نہ پایا جاوی
حدیث [illegible] عمل کرنا چاہوں [illegible]

اماموں کی کتابوں پر بالکل حال آنکہ اونہوں نی بڑی سعی کرکر قرآن و حدیث سی مسایل دین مین
لکھی ہین اور عمل کرتی ہین حدیث پر بموجب فہم اور عقل اور استنباط اور استخراج اپنی کے
جسطرح چاہین آور نام رکھتی ہین اپنا فرقہ محمدیہ جیسیکہ نام رکھتی ہین معتزلہ اپنا اہل توحید
اور طعن کرتی ہین مقلدین ائمہ اربعہ پر اور باوجود اسکی بلاتی ہین لوگون کو طرف اتباع اپنی کے
اور تقلید عقل اپنی کی اور چہوڑ دینی اتباع ائمہ اربعہ کی باینطور کہ اگر کوئی عمل خلاف رای
ناقص اونکی کے کری اگرچہ ہو وہ عمل موافق قرآن و حدیث کی نہایت غصہ ہوتی ہین پس
گمراہ ہوی آپ بہی اور گمراہ کیا اورون کو بہی عیاذاً باللہ منہ پس ضعیف باطل ہوا قول انکا
ساتہہ آئیون اور حدیثون اور اجماعون کی کہ مذکور ہوی اوپر اور تتمہ باب
اس اجماع سی یہہ نکلی کہ ثابت ہوی تقلید بطریق تعیین یعنی مذہب معین کی اور باطل ہوی
تقلید بطریق عدم تعیین کے آخر تہہ تقلید کا بطریق تعیین کی پس سبب ہی کہ جب منعقد ہوا
اجماع اہل سنت و جماعت کا اور اجماع ائمہ اربعہ کا اوپر عمل کرنی اوس چیز کی کہ مخالف ہو ائمہ
اربعہ کی تو ثابت ہوئی ان دونون اجماعون سی تقلید مذہب معین کی اسلئی کہ یہہ ایک فردی
افراد ان دونون اجماعون کیسی آور بیان باطل ہونی تقلید کا بطریق عدم تعیین کی ہی ساتہہ کئی
طریقون کی طریق اول یہہ ہی کہ جب تقلید ثابت ہوی اس آیت سی فاسئلوا اہل الذکر
اور غیرہا سی تو مقتضا اسکا یہہ ہوا کہ اسپر عمل کرکر بری الذمہ ہو جاوین ہم بالیقین تو یہہ تکلیف
تقلید کیسی لیکن واجب ہی ہمپر آیات و غیرہا سی کیونکہ جب بری الذمہ بالیقین نہووین تو
تکلیف محال کی لازم آتی ہی اور یہہ شرعاً باطل ہی اجماع امت سی اور آیۃ لا یکلف اللہ نفساً
وغیرہا سی اور سب منعقد ہوا ہی وہ اجماع کہ نقل کیا ہی اوسکو علامہ عبد السلام نی کتاب اپنی کے
کہ شرح ہی متن جوہرہ کی قد انعقد الاجماع علی ان من قلد فی الفروع و مسائل

الاجتہاد واحدًا من ہؤلاء بری عن عہدۃ التکلیف بہ فیما قلد فیہ انتہی
یہہ اجماع ہوا اور یہہ کہ نہ کرنی اوس عمل کی کہ مخالف ہو ائمہ اربعہ کی جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اس
مقتضا اور موجب اس آیت اور اجماع کا یہہ ہوا کہ عمل کرین ہم اسطرح پر کہ نہ مخالف ہو ائمہ اربعہ
کے اور بری الذمہ ہو جاوین عہدہ تکلیف تقلید کیسے بالیقین سو یہہ بات حاصل ہوئی
تقلید مذہب معین سین نہ غیر معین سین یا تہہ چند وجہون کے وجہ اول یہہ ہے کہ اسمین احتمال ہے
پڑنیکا خلاف احکام عبادات مین یعنی ایسی بات کریگا کہ اوس سے کسی کی نزدیک عمل باطل ہو جیسے کہ
ایک شخص نے عمل کیا بموجب مذہب امام مالک کے کہ وضو کیا قلتین سے کم مین کہ اوسمین نجاست
پڑی تہی اور مسح کیا بموجب مذہب شافعی کی چند بالون پر پہر نماز پڑہی تو یہہ نماز چارون
اماموں مین سے کسی کی نزدیک جائز نہوئی اسلیے کہ جب قلتین سے کم ہوا تو امام شافعی اور احمد اور
امام اعظم کے نزدیک نجس ہوا اور مسح جائز نہوا امام مالک اور امام اعظم کی نزدیک اسلیے
کہ امام مالک کے نزدیک مسح تمام سر کا فرض ہے اور امام اعظم کی نزدیک چوتہائی سر کا پس عمل
مخالف ہوا ائمہ اربعہ کے اور اسیطرح کی مسایل بہت ہین جیسا کہ کہا امام ابن عماد اور ابو اسحق اسفرائنی نے
شافعی ہین کہ ہم جانتے ہین زیادہ بیس ہزار مسایل سے کہ لازم آتا ہے خلاف اونکی سے خلاف اجماع کا
کہا یہہ خلاصہ ہے [illegible] اور دوسری وجہ یہہ ہے کہ جب مذہب غیر معین پر عمل کریگا تو احتمال ہے پڑنیکا
غیر صواب مین نزدیک ائمہ اربعہ کی جیسا کہ ایک شخص نے عمل کیا بموجب مذہب شافعی کی
کہ پڑہا نماز مین یا تہہ جہر بسم اللہ کی اور عمل کیا بموجب مذہب امام اعظم کی اور امام مالک کے کہ
ترک کیا جہر آمین کو تو نماز چارون کی نزدیک خراب ہوئی نزدیک امام اعظم اور امام مالک اور
امام احمد بن حنبل کی اسلیے خراب ہوئی کہ جہر کیا بسم اللہ کا اور امام شافعی کی نزدیک
خراب ہوئی اسلیے کہ ترک کیا جہر آمین کو اور ایسے مسایل اور بہت ہین کہ سوا تقلید کے نہین

ہو سکتا

ہوسکتا فساد اور عدم فساد اور کراہت اور عدم کراہت **تیسری وجہ** یہہ ہی کہ رجوع
کرنا تقلید سی بعد عمل کرنیکی ممنوع ہی بالاتفاق کہا یہہ شیخ ابن حاجب مالکی نی بیچ مختصر الاصول
کے اور قاضی عضد الدین شافعی نی شرح اوسکی میں اور شیخ ابن ہمام حنفی نی بیچ تحریر الاصول
کے اور صاحب در المختار نی بیچ در المختار کی اور سوای انکی اور علمانی رحمہم اللہ مانند آمدی
وغیرہ کی اور عبارت صاحب تحریر کی یہہ ہی لا یرجع عما قلد فیہ ای عمل بہ اتفاقا
انتہی اور کہا صاحب بحر الرائق نی بیچ رسایل زینیہ کی نقل الشیخ قاسم فی تصحیحہ عن
جمیع الاصولیین انہ لا یصح الرجوع عن التقلید بعد العمل بالاتفاق انتہی
یعنی نقل کیا شیخ قاسم نی بیچ تصحیح اپنی کی سب اصولیین سی کہ بالتحقیق نہیں صحیح ہی رجوع کرنا
تقلید سی بعد عمل کرنیکے بالاتفاق مثلا ایک شخص نماز پڑہی تقلید امام اعظم سے تو یہہ نہیں
ہی کہ نماز پڑہی اوسکی طور پر اور باوجود اوسکے دہرانا اوسکا کہ تہی فلانی مذہب کیا ہی فلانے
وقت اوسکی خلاف کرنی مشکل ہی بسبب علم ہونی تقلید کی اور سستی ہو سکی امور دینیہ
میں جسکو بایو پڑتا اسطور تو پڑیگا اوسپر کہ ممنوع ہی بالاتفاق یعنی بالاجماع پس اوسکی
یقینی کہ سب ضرور ہوی تاکہ بری الذمہ ہو عہدہ تکلیف تقلید کسی بالیقین کہ وہ مقتضا
اور موجب اجماع کا ہی **چوتہی وجہ** یہہ ہی کہ تلاش کرنا مذاہب کے رخصتون کا ممنوع ہی
بالاجماع نقل کیا ہی اسکو ابن عبد البر مالکی نی کہا یہہ بیچ مسلم کی اور لوگونکا یہہ حال
ہی کہ جو کچھہ اونکی نفسون کے موافق ہی اوسکی طرف بہت دوڑتی ہیں سبب کمی حق داری کی اور
سستی کی امور دین میں خصوصا اس زمانہ میں پس پڑینگی لوگ بیچ ممنوع کی کہ بالاجماع
پس کیونکر بری الذمہ ہونگی عہدہ تقلید کسی بالیقین کہ وہ مقتضای اجماع ہی [illegible]
یہہ ہی کہ تقلید بطریق تعیین کے جایز ہی بالاجماع اور تقلید بدون تعیین کی مختلف [illegible]

درمیان علما کی جیسا کہ معلوم ہوگا اُنہیں روایتوں سے کہ آگے آتی ہین اور یہین پوشیدہ
ہی واسطے خبیر کہ جو علم اصول کو جانتے ہین پس تقلید بطریق تعیین کی جبکہ جائز ہوئی بالاجماع
بری الذمہ ہو جائیگا عہدہ تکلیف تقلید کے سے بالیقین کہ وہ ہے مقتضائی اجماع کا ہی اور
تقلید بدون تعیین کی جبکہ مختلف ہوئی درمیان علما کی نہ ہوویگا بری الذمہ عہدہ تقلید
کے سے بالیقین کہ وہ مقتضائی اجماع کا ہی اور وجہ چوتھی یہہ ہے کہ تقلید بدون تعیین کے
کہولنا دروازہ فساد کا دین مین ہے اور بند کرنا دروازہ فساد دین کا واجب ہے بالاجماع
پس کہولنا دروازہ فساد کا دین مین ہوگا حرام بالاجماع پس جبکہ ہر وجہ سے یہہ بات ثابت ہوئی
کہ تقلید بلا تعیین سے عہدہ تکلیف تقلید کے سے بری نہین ہوتا ہی بالیقین کہ وہ مقتضائی
اجماع کا ہی تو جہان چہ وجہ جمع ہونگی تو کیونکر جائز ہوگی تقلید بلا تعیین پس ثابت
ہوئی تقلید بطریق تعیین کی یعنی مذہب معین کے ساتھہ مقتضائی ان اجماعون اور اس آیت
کی یعنی فَاسْئَلُوا اَهْلَ الذِّكْرِ اور باطل ہوئی تقلید غیر معین ساتھہ مقتضائی ان اجماعون
اور اس آیت کے یعنی اجماع اہل سنت و جماعت کی اور اجماع ائمہ اربعہ کی اور اوس اجماع کی
کہ نقل کیا ہی عبد السلام نے جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکی ہین گویا یہہ دلیلیں ہوئین اوپر باطل
ہونی تقلید غیر معین کے اور چوتھی دلیل یہہ ہے کہ جبکہ ہوئی تقلید غیر معین السبب
کہ جو اوپر ذکر کی گئی تو اقل مرتبہ یہہ ہی کہ ہوگی مرجوح نسبت تقلید معین کے اور عمل کرنا
قول مرجوح پر باطل ہی بالاجماع جیسا کہ کہا درمختار مین وَاَنَّ الْحُكْمَ وَالْفُتْيَا بِالْقَوْلِ
الْمَرْجُوحِ جَهْلٌ وَخَرْقٌ لِلْاِجْمَاعِ اور پانچوین دلیل یہہ ہے کہ جبکہ ہوئی یہہ تقلید
غیر معین مرجوح تو ترک اوسکا واجب ہوا ساتھہ قول اللہ تعالی کی وَلِكُلٍّ وِجْهَةٌ هُوَ
مُوَلِّيهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ اور ساتھہ اس قول اللہ تعالی کے وَسَارِعُوا اِلَى الْخَيْرَاتِ

چھٹی دلیل یہ ہی کہ جبکہ ثابت ہوا یہہ کہ تقلید معین سے بری الذمہ ہونا عہدہ
تکلیف تقلید کی سے متحقق بالیقین ہی کہ وہ مقتضای اجماع ہی اور ثابت ہوا یہہ کہ
تقلید غیر معین سے بری الذمہ ہونا عہدہ تکلیف کے میں مشکوک غیر متیقن ہی کہ وہ خلاف
ہی مقتضای اجماع کی پس ترک کیا جا سکا واجب ہوا ساتھہ حدیث عبد اللہ بن عباس کے قال
قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ اَلْاَمْرُ ثَلٰثَۃٌ اَمْرٌ بَیِّنٌ رُشْدُہٗ فَاتَّبِعْہُ وَاَمْرٌ بَیِّنٌ
غَیُّہٗ فَاجْتَنِبْہُ وَاَمْرٌ مُخْتَلَفٌ فِیْہِ فَکِلْہُ اِلَی اللّٰہِ رَوَاہُ اَحْمَدُ
یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی کہ حکم تین ہیں ایک تو ایسا امر ہی کہ ظاہر ہی
بھلائی رہنمائی اوسکی پس تابعداری کرو اوسکی اور دوسرا امر ایسا ہی کہ ظاہر ہی
گمراہی اوسکی پس بچو اوس سے ہی اور تیسرا امر ایسا ہی کہ مشتبہ ہو بھلائی برائی میں یا اختلاف
کیا گیا ہو اوسمیں درمیان علما کی پس سونپ اوسکو طرف اللہ کی اور بیان اسکا یہہ ہی کہ تقلید
تین قسم پر ہے ایک تو ایسی ہی کہ ظاہر ہی رشد یعنی حقیت اوسکی وہ تقلید ہی بطریق
تعیین کے اسلیے کہ وہ بالاجماع جائز ہی اور دوسرے ایسی ہی کہ ظاہر ہی غی یعنی
گمراہی اوسکی وہ تقلید ہی کہ مخالف ہی ائمہ اربعہ کے اسلیے کہ وہ مخالف ہی اجماع
مذکور کی اور تیسری ایسی ہی کہ وہ مشتبہ ہی درمیان دونوں امروں کی یعنی رشد
وغی کی اور مختلف ہے درمیان علما کی وہ تقلید غیر معین ہی اسلیے کہ بری الذمہ
ہونا مشتبہ ہی اور مختلف اور ترک تقلید غیر معین کا واجب ہوا ساتھہ حدیث نعمان
بن بشیر کی قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ اَلْحَلَالُ بَیِّنٌ وَالْحَرَامُ
بَیِّنٌ وَبَیْنَہُمَا اُمُوْرٌ مُشْتَبِہَاتٌ لَا یَعْلَمُہُنَّ کَثِیْرٌ مِنَ النَّاسِ فَمَنِ اتَّقَی
الشُّبُہَاتِ فَقَدِ اسْتَبْرَأَ لِدِیْنِہٖ وَعِرْضِہٖ وَمَنْ وَقَعَ فِی الشُّبُہَاتِ وَقَعَ

فی الحرام الحدیث متفق علیہ۔ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حلال ظاہر ہے
اور حرام ظاہر ہے اور درمیان حلال اور حرام کی امور مشتبہ ہیں کہ نہیں جانتی انکو
بہت لوگ پس جو کوئی بچا شبہات سے پس بلا شبہ بچا لیا اوسنے دین اپنا اور آبرو اپنی
اور جو کوئی پڑا شبہات میں پڑا حرام میں آخر حدیث تک کہ بخاری مسلم میں ہے بیان
اسکا یہ ہے کہ قسم اول تقلید کی اون تین قسموں میں سے کہ اوپر مذکور ہوئیں حلال
ظاہر ہے اسلئے کہ وہ جایز ہے بالاجماع اور قسم دوسرے حرام ظاہر ہے اسلئے کہ وہ غیر
جایز ہے بالاجماع اور قسم تیسرے مشتبہ ہے درمیان ان دونوں کی پس ترک اوسکا
واقع ہوکا حرام میں پس ترک اسکا واجب ہوا اس حدیث سے اور ساتھ حدیث حسن بن علی
ابی طالب کے قال حفظت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دع ما یریبک
الی ما لا یریبک رواہ ابن حبان فی صحیحہ والحاکم والنسائی والترمذی وقال
الترمذی ہذا حدیث حسن صحیح کذا فی فتح المبین شرح الاربعین یعنی کہا
حضرت حسن نے کہ یاد کیا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ چھوڑ اوس چیز کو کہ شک
میں ڈالی تجھکو اور رجوع کر طرف اوس چیز کی کہ نہ شک میں ڈالی تجھکو یعنی متیقن ہو بیان اسکا
یہ ہے کہ قسم اول تقلید کی متیقن ہے ساتھ حلت کے اسلئے کہ وہ جایز ہے بالاجماع
اور قسم دوسری بھی متیقن ہے ساتھ حرمت کی اسلئے کہ غیر جایز ہے ساتھ اجماع کی اور قسم
تیسری مشکوک ہے جیسا کہ اوپر گذرا پس ترک اسکا واجب ہوا اس حدیث سے اور حقیقت
میں ہے حسینی تفسیر میں اس آیہ کریمہ کی الا ان الظن لا یغنی من الحق شیئا
یعنی آگاہ ہو کہ تحقیق گمان و شبہ نہیں بے پرواہ کر سکتا ہے حق سے یعنی یقین سے کچھہ
پس اس سے بھی ثابت ہوا جو کچھہ ثابت ہوا ہے حدیثوں سے اسلئے کہ تقلید متیقن ہے ور

یعنی

اور تقلید غیر معین مشکل ہی پس تقلید غیر معین سے بے پروا کر سکنے کے تقلید معین
سے پھر اور اسی معنی میں ہی قول اللہ تعالی کا فاتبعوا احسن ما انزل الیکم
من ربکم یعنی پیروی کرو تم احسن اور بہتر چیز کی کہ اوتاری گئی ہی طرف تمہاری رب
تمہارے سے پس ثابت ہوا کہ جو متفق اور راجح اور مجمع علیہ ہی احسن ہی مشکل اور مرجوح
اور مختلف سے پس قائم ہوئیں اوپر عدم جواز تقلید غیر معین کی دلیلیں
طریقہ اول کی ہوا تین اور تین جو پیشین اور تین اجماع اور دو دلیلیں اور کہ مذکور ہوئیں
بیچ شرع دلیلیں چار ہیں کی اور یہہ سب دلیلیں بطریق ... میں ہی جا
بطور مجموع دلیلوں کا بطلان تقلید غیر معین پر چالیس دلیل ہیں
اور طریقہ دوسرا یہہ ہی کہ فرمایا اللہ تعالی نے فاتبعوا احسن ما انزل الیکم
من ربکم آخر آیت تک یعنی پس پیروی کرو تم بہتر اور اچھی چیز کی کہ اوتاری طرف تمہاری
رب تمہارے سے پس آیت صحیح ہی اور سو واجب ہوا عمل کے ساتھ احسن اور بہتر کی کہ اوتاری
گئی ہی طرف تمہاری رب تمہارے سے لیکن جب کہ منعقد ہوا اجماع اوپر اس کے کہ لی اور عمل کی
کہ وہ مخالف ہوا ائمہ اربعہ کے تو واجب ہوا یہہ کہ تابعداری کریں ان ائمہ اربعہ کی
پس بہتر بطریق علماء کی نزدیک حنفیوں کی مذہب حنفی ہی اور نزدیک مالکیوں کے
مذہب مالکی ہی اور نزدیک شافعیوں کی مذہب شافعی ہی اور نزدیک حنبلیوں کی مذہب حنبلی
ہی واسطے کہ جسکہ بہتر ہوا ان کی امام کی نزدیک تو بہتر ہوگا نزدیک تابعداروں اونکی کی
پس جسکہ داخل ہو کوئی بالغ ہو اسلام میں پس واجب ہی اوسپر یہہ کہ اختیار کرے ان
ائمہ کی بہتر کو واسطے عمل کرنیکی اس آیہ کریمہ مذکورہ پر پھر بعد اختیار کرنیکے بہتر اور بہتر
یعنی تقلید معین اختیار کرے نہ غیر معین اسواسطے کہ یہہ چاروں مذہب ائمہ اربعہ کی ہیں

کہ جو تھی ان قرنوں میں کہ جنکو آنحضرت صلعم نے بہتر فرمایا ہی اس حدیث میں
خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم ثم فشا الکذب
یعنی بہترین قرنوں کا قرن میرا یعنی صحابہ پھر قرن ان لوگوں کا کہ متصل ہیں اونسے یعنی تابعین
پھر قرن انکا کہ متصل ہیں تابعین سے یعنی تبع تابعین پھر پھیلیگا جھوٹ اور مثل اسکی
بہت چیزین ہیں اور ان ائمہ اربعہ کی اجتہاد پر اجماع اہل سنت و جماعت کا پس وہ شخص کہ
پھر پیچھے انکی جبتک کہ ہو کا کمتر السنی بانیطور کہ نہ ہوا اجتہاد اوسکا مجمع علیہ اہل سنت
و جماعت کا اور نہ ہو خبر اوسکی منصوص احادیث صحاح کی مثل خبر ان ائمہ اربعہ
یا بڑہکر جیسیکہ مہدی علیہ السلام ہین تو نہ ممکن ہوگا یہہ کہ مذہب پکڑے پانچواں بنا
بانیطور کہ لے کوئی چیز حنفیوں اور مالکیوں سے یا حنفیوں اور شافعیوں سے یا حنفیوں
اور حنبلیوں سے یا مالکیوں اور شافعیوں سے یا مالکیوں اور حنبلیوں سے یا شافعیوں اور حنبلیوں

سے یا تینوں سے یا چاروں سے یا سوای اسکی اسلئے کہ اگر وہ کریگا یہہ امر مذکور تو ہمین حاجت
ہی اسکی کہ ہو وہ بڑہکر اس سے یا برابر اوسکی یا کمتر اوس سے پس اگر ہوگا بڑہکر اوس سے
یا برابر اوسکی تو ہوگا مجتہد پس نہیں کلام ہے ہمارا اوسمین کلام ہمارا غیر مجتہدین میں ہے اور
لگا ہووے کمتر اور السنی تو تابعدار ہونا اس کمتر کا اور غیر مجتہد کا اور ترک کردینا اوس مجتہد کے
اتباع کا کہ اتباع اوسکا مجمع علیہ اہل سنت و جماعت کا ہی اور یہی ہے وہ اوس قرن کا کہ
کہ حضرت نے اوسکی اچھی ہونیکی خبر دی ہی نہیں ہی مگر خلاف عقل و نقل کی کہ نہ کوئی
بیچ طریق اول کی اجماعات سے اور آیات سے اور احادیث سے طریق تیسرا ایہ کہ مخالف

ہوا ہی اجماع اوپر نکرنے اوس عمل کی کہ مخالف ہو ائمہ اربعہ کی کہا یہہ شیخ ابن ہمام اور صاحب
بحر الرائق وغیرہما نے جیسا کہ اوپر گذرا اور منعقد ہوا اجماع اوپر منع ہونے جمع

کرتی

سید احمد طحطاوی کی شرح در المختار میں فان صحت هذه الصلوٰة مسلمة فتمون
مذهب الشافعي والحنفي لا يظهر فان هذه الصلوٰة متفق على بطلانها عند
الحنفي لسيلان الدم والشافعي للمس المرأة انتهى اور اگر ہو قسم ثانی یعنی
کہ ہووے نماز پڑھنی والا اسکا مقلد ہو کر مذہب حنفی کا پھر رجوع کرے اس تقلید سے
بعد اس عمل کر لینے کے پس یہہ باطل ہی ساتھ اجماع ہونیکے اوپر منع
رجوع کے تقلید سے بعد عمل کرنیکے اور اگر ہو قسم ثالث تو وہ ہی باطل ہی بالاجماع
اسواسطے کہ اسمین جواز ہی ڈھونڈنا رخص مذاہب کا اور یہہ باطل ہی ساتھ اجماع ہونیکے
اوپر منع ہونے تتبع رخص مذاہب کے اور یہی دلالت کرتا ہی اوپر بطلان اس تلفیق
کے اجماع مجتہدین کا اور بیان اسکا یہہ ہی کہ تحقیق مجتہدین سب متفق ہوئے ہیں اوپر قول
اور اعتقاد کے بیچ اون مسئلوں کے کہ ہین وہ مختلف فیہا اور ترجیح اونکے [illegible]
کہ یہہ حلال و جائز ہی اور یہہ حرام و غیر جائز ہی پس اگر ہو تلفیق جائز تو اوٹھ جاویگی
یہہ حرمت اور عدم جواز دار دنیا سے اور ہو جاویگا یہہ اجماع اوپر امر لغو اور غلط
کے اور یہہ باطل ہی ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ
نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ۔ پس صاف معلوم ہوا اس
آیت سے کہ رستہ اجماع کا حق ہی اور رستہ اوسکے مقابل کا باطل ہی پس
ثابت ہوئی یہہ بات کہ تلفیق مطلق باطل ہی ساتھ اس اجماع مذکور کے اور یہہ اجماع ایسا ہی
کہ علم اسکا ہر شخص کو خواہ عالم ہو خواہ جاہل وقت تامل کرنیکے اور وقت رجوع
کرنیکے طرف بصیرہ اپنی کے ہے اور یہہ جو گمان کیا گیا ہی کہ تلفیق نزدیک صاحب
بحر الرائق اور شیخ ابن الہمام کی جائز ہی سو یہہ بات اونکے صریح کلام سے نہین ثابت

ہوتی

اعتراض بلکہ کلام اون دونوں کا دلالت کرتا ہی اوپر بطلان تلفیق کے اگر یہ
قسم پہلی تلفیق کی تو وہ دونوں قائل ہوی ہیں ساتھ منعقد ہونے اجماع کے
اوپر نکلنے اوس محل سے کہ مخالف ہو ائمہ اربعہ کے جیسا کہ اوپر گذرا اور اگر قسم
دوسری تلفیق کی تو وہ دونوں قائل ہوئے ہیں ساتھ منعقد ہونے اجماع کے
اوپر منع ہونے رجوع کے تقلید سی بعد عمل کرنے کے اور اگر یہ قسم تیسری تلفیق کی
تو کہا صاحب بحر الرائق نے رسالہ زینیہ میں بیچ رسالہ رفع الغشاء عن وقتی العصر
والعشاء کے فحصل لنا من کلامہ وکلام شیخہ ان المفتی
قول صاحب المذھب لا بقول صاحبیہ واستفید منہ انہ لا یفتی ولا یعمل
الا بقول ابی حنیفۃ ولا یعدل الی قولھما الا لموجب من ضعف دلیل
او ضرورۃ او تعامل کما قدمنا فی وقت العصر واستفید منہ
ایضا ان بعض المشائخ وان قال الفتوی علی قولھما وکان دلیل الامام وعذر
ومذھبہ ثابتا لا یلتفت الی فتواہ ولا یعمل بھا وان کانت فی
کتاب مشھور معروف انتھی کلام صاحب البحر قول اوسکا من کلامہ وشیخہ
جو ہی ضمیر پھرتی ہی اوسکی طرف علامہ قاسم کے اور شیخ سے مراد شیخ ابن ہمام ہی
اور قول اوسکا کما قدمنا فی وقت العصر جو ہی وہ عبارت یہ ہی فظھر
من ھذا ان الصواب ما ذھب الیہ ابو حنیفۃ وان العمل علی مقلدہ
واجب والافتاء بغیرہ لا یجوز لھم لانہ لا یرجح قول صاحبیہ
او احدھما علی قولہ الا لموجب فھو اما لضعف دلیل الامام او للضرورۃ
او التعامل ککثیر من قولھما فی المزارعۃ والمعاملۃ او لاختلاف العصر لسبب اختلاف

اس قسم پر عمل کا واجب ہی بالاجماع اور اگر ہو قسم دوسری یعنی مختلف فیہ تو کہا

مسعود البیت نے بیچ اوس کے حکم بخلاف اجتہاد کے کان باطلا بالاتفاق

لانہ یجب علیہ العمل بظنہ ولا یجوز لہ التقلید مع اجتہادہ بالاجماع

کذا فی شرح المختصر انتہی اور کہا در المختار میں ان الحکم والفتیا بالقول المرجوح

جہل وخرق للاجماع انتہی اور نہیں پوشیدہ ہی کسی شخص پر یہہ بات

کہ ہر واحد ائمہ اربعہ سے بلکہ ہر مجتہد بیچ مسائل کے ہوتا ہی مذہب اسکا موافق

اوسکے کہ راجح ہوتا ہی ساتھہ اجتہاد اوسکے کہ وہ حق ہی اور صواب پس جبکہ

ہوئی یہہ بات تو واجب ہوا ساتھہ اعتقاد اور قول اوسکے اوپر حنفیہ کے یہہ حکم کیا

اور عمل کیا جاوے ساتھہ مذہب اونکے کے اور نہ انتقال کیا جاوے اوس سے اور اسیطرح واجب

ہی مالکیہ پر یہہ کہ عمل کیا جاوے اور حکم کیا جاوے ساتھہ مذہب مالک کے اور نہ انتقال

کیا جاوے اوس سے اور اسیطرح امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کا حال سمجھا جاوے

پس حاصل یہہ ہوا کہ ائمہ اربعہ اور پیروی مذہب کی جسکہ عمل کیا جاویگا ساتھہ خلاف

اوسکے یا منظور کہ کبھی اودہر اور کبھی ادہر یعنی بغیر تعیین مذہب کے تو ہوگا خلاف

ائمہ اربعہ کا اور جو عمل کہ ہو خلاف ائمہ اربعہ کے تو ہوگا باطل ساتھہ اجماع

علماء کے پس ثابت ہوا ان دلیلوں مذکورہ سے کہا فقہا نے جیسا کہ نقل کیا حموی

نے بیچ شرح اشباہ النظائر کے فن ثانی میں بیچ کتاب التعزیر کے وفی الفتح

قالوا ان المنتقل من مذھب الی مذھب باجتھاد وبرھان آثم

یستوجب التعزیر فبلا اجتھاد وبرھان اولی انتھی یعنی کتاب فتح میں ہی

کہ کہا فقہا نے بلاشبہ انتقال کرنیوالا ایک مذہب سے طرف دوسرے مذہب کی ساتھہ اجتہاد

كابى حنيفة او الشافعى رحمهما الله فلزم عليه الاستمرار فلا يقلد
غيره فى مسئلة من المسائل انتهى يعنى اگر التزام كرے كوئى ايك مذہب كا مثلاً مذہب ابى
حنيفہ كا يا شافعى رحمہما اللہ كا پس لازم ہے اوسكو ہميشگى اوسپر پس نہ تقليد كرے غير اوسكى
كى كسى مسئلہ ميں مسائل سے اور كہا صاحب بحر الرائق نے بيچ رسائل زينيہ كے فوجب
على المقلد لابى حنيفة ان يعمل به ولا يجوز له العمل بقول غيره انتهى يعنے
پس واجب ہى ابو حنيفہ كے مقلد كو يہ كہ عمل كرے انكے قول پر اور نہيں جائز ہى واسطى
اوسكے عمل كرنا قول غير اونكے پر اور كہا تفسير احمدی كے مولف نے جو استاد ہين
عالمگير بادشاہ كے بيچ تفسير احمدى كى اذا التزم مذهبا يجب عليه ان يدوم
على مذهبه الذى التزمه ولا ينتقل الى مذهب آخر انتهى يعنے لازم كرى
كوئى ايك مذہب واجب ہى اوسپر يہ كہ مداومت كرے اوس مذہب كو كہ التزام كيا ہى اوسكا اور نہ
انتقال كرے طرف دوسرے كى اور مولانا عبد العلى نے شرح تحرير ميں لكھى ہين وكذا للعامى
الانتقال فى الحكم من مذهب الى مذهب فى زماننا لا يجوز لظهور
الخيانة انتهى يعنے اوسى طرح عامى كو انتقال كرنا حكم ميں ايك مذہب سے طرف
دوسرے مذہب كے ہمارے زمانہ ميں نہيں جائز ہى واسطے ظاہر ہونے خيانت كے اور كہا
بيچ فتاوى عالمگيرى كے هذا كله فى القاضى المجتهد واما المقلد
فانما ولاه ليحكم بمذهب ابى حنيفة مثلا فلا يملك المخالفة فيكون
معزولا بالنسبة الى ذلك الحكم هكذا فى فتح القدير انتهى يعنے
يہ سب حكم بيچ قاضى مجتہد كے ہى اور اما مقلد پس سوا اسكى نہيں ہى كہ حاكم كيا ہى اوسكو تاكہ حكم كرے
بموجب مذہب ابى حنيفہ كى مثلاً پس نہيں مالك ہى مخالفت كا پس ہوگا معزول بہ

اس حکم کے اسیطرح ہی فتح القدیر مین اور کہا در المختار مین بیچ کتاب القضا کی
وفی الوھبانیۃ للشرنبلالی یفتی من لیس مجتھدا لحنفیۃ زماننا
بخلاف مذھبہ عامدا فلا ینفذ اتفاقا انتھی یعنے اور وہبانیہ مین ہی
کہ جو شرنبلالی نے تالیف کی ہی فتوی دے وہ شخص کہ نہین ہی مجتہد مانند حنفی
زمانہ ہمارے کے بخلاف مذہب اپنے کے قصدا لیکن جاری کیا جاوے حکم اوسکا اتفاقا
پوشیدہ نرہی یہہ بات کہ جب اتنی روایتین بیچ منع ہونی عمل کرنیکے مذہب غیر پر
مع دلیلون کے معلوم ہوئین تو عمل مین احتیاط چاہیے نہ یہہ کہ بعضی عبارتون سے اپنے رای
کے موافق سمجھکر دلیل پکڑتے جاہل انکے معنے اوسکی اور ہین جیسا کہ کہا بیچ
فتاوی عالمگیریہ کے وفی نوادر داود بن رشید عن محمد فی رجل لیس بفقیہ
ابتلی بنازلۃ فی امرأۃ فسأل عنہا فقیہا فافتاہ بامر من تحریم او تحلیل
فعزم علیہ وامضاہ ثم افتاہ ذلک الفقیہ بعینہ او غیرہ من الفقہاء
فی امرأۃ اخری فی مثل تلک النازلۃ بخلاف ذلک فاخذ بہ
وعزم علیہ وسعہ الامران جمیعا ولو کان ھذا الرجل سأل بعض الفقہاء
عن نازلۃ فافتاہ بحلال او حرام فلم یعزم علی ذلک فی زوجتہ حتی
سأل فقیہا اخر فافتی بخلاف ما افتی بہ الاول فامضاہ علی زوجتہ
وترک فتوی الاول وسعہ ذلک ولو کان امضی قول الاول فی زوجتہ
وعزم علیہ فیما بینہ وبین امرأتہ ثم افتاہ فقیہ اخر بخلاف ذلک
لا یسعہ ان یدع ما عزم علیہ ویأخذ بفتوی الاخر قال محمد
ھذا کلہ قول ابی حنیفۃ وابی یوسف وقولنا انتھی حاصل من عبارت

یہہ ہے کہ یہان تین صورتین ہین صورت اول یہہ کہ ایک شخص غیر فقیہ نے ایک
شخص فقیہ سی پوچہا ایک حادثہ کا حال کہ واقع ہوا تہا اوسکی صورت
حق مین ہوا اوس فقیہ نے فتوی دیا حلت کا یا حرمت کا پس اوسنی عمل کیا اور
پہر بعد اسکی یہی حادثہ واقع ہوا ایک اور صورت مین پس پوچہا
یا اور فقیہ سے پس فتوی دیا اوسنے خلاف فتوی پہلے کے
ہی پس یہہ دونون حکم نافذ ہوئی اوس سایل کے حق مین
کہ پوچہا ایک شخص بعض فقہا سے ایک حادثہ کا حال
پس فتوی دیا اوسنے حلت کا یا حرمت کا پس عمل کیا اوسنے
پوچہا اور فقیہ سے پس فتوی دیا اوسنے خلاف فقیہ اول کے
دوسرے کے قول پر یہہ حکم ہی نافذ ہے اوسکی حق مین اور
کہ ایک شخص نے بعض فقہا سے پوچہا ایک حادثہ کا حال
فتوی دیا اوسنی حلت کا یا حرمت کا پس عمل کیا اوسنی اوس فتوی پر پہر پوچہا
اور فقیہ سے اسی حادثہ کا حال پس فتوی دیا اوسنے خلاف پہلے کے تو نافذ
ہوگا فتوی دوسرے کا پس جواب اس عبارت کا دو وجہ سے ہی وجہ اول یہہ ہی کہ
عبارت مرقومہ مین بیان ہی اسبات کا کہ گنجایش رکہتا ہی اس سایل کو یہہ حکم نافذ
ہونے مین اور نافذ ہونا حکم کا نہین لازم کرتا اس بات کو کہ یہہ فعل اس سایل کو
درست ہی جیسا کہ قاضی مجتہد اگر حکم کرے خلاف اجتہاد اپنے کے اور تقلید
کرے غیر کے تو نافذ ہوجاویگا یہہ حکم نزدیک امام اعظم رحمہ اللہ باوجود اسکے
کہ یہہ فعل کرنا اوسکو حرام ہی بالاجماع اور اسیطرح جو کوئی سورہ فاتحہ نہ پڑہے

تو نماز اوسکی جائز نزدیک امام اعظم کی اور امام ابو یوسف اور امام محمد کی
با وجود اسکی کہ یہہ فعل کرنا نماز مین مکروہ تحریمی ہی بالاتفاق اور اسطرح حال ہی
ترک کرنی جہر و آہستہ کا پس حاصل کلام کا یہہ ہی کہ اس عبارت مرقومہ مین بیان ہی نفوذ حکم کا
نہ بیان حکم مقلد کا ہان اگر کہتی کہ مقلد کو اختیار ہی جاہی تو اوسکی تقلید کرے اور جاہی
اوسکی تقلید کرے تو البتہ یہہ مدعا کی موافق ہوتا سو یہہ بات اس عبارت مین اصلا مذکور
نہین اور یہی معنی مراد ہین اس عبارت مرقومہ کی نزدیک فقہا کے جسطرح لکھا
اونہون نے جو کوئی انتقال کرے اپنے مذہب سے طرف دوسرے مذہب کی [illegible] کہا
اور مستحق تعزیر کا ہی اگر جواز فعل مراد ہوتا تو تعزیر و تکفیر کی کاہیکو قابل ہوتی
اور یہی معنی مراد ہین اس عبارت مرقومہ کی نزدیک مشاہیر علماء ہند کی کہ وہ ناقلین ہین
اس عبارت کے فتاوی عالمگیری مین جس وقت کہا اونہون نے کہ جو کوئی حنفی ہو کر
انتقال کرے طرف مذہب شافعی کی تو تعزیر دیا جاوے اور یہی معنی مراد ہون اس عبارت مرقومہ کے
نزدیک اونکی کہ وہ خود متکلم ہین اس عبارت کے اسواسطے کہ ہر مجتہد کو حکم دینا عمل کرنیکا ساتھ
قول غیر کی حرام ہی بالاجماع جیسا کہ اوپر گذرا اور [illegible] کہتی ہی کہ یہہ عبارت علیحدہ العوام
نہین ہی مراد مخالف کے نزدیک ورنہ [illegible] جائز ہوجاویگی ہر فرقی کے اگرچہ رافضی ہو
یا خارجی جبری یا قدری اور یہہ باطل ہی بالاتفاق پس ضرور ہوا تخصیص کرنا پس
معنی اس عبارت کے مجتہد فی المذہب ہی اور [illegible] اسکی اور بعضی شبہہ کرتی ہین یا نظر اس
کہ اختیار کیا ہی قاصرون نے [illegible] قسم کہلانا گواہون کا اور قسم کہلانا گواہون کا مذہب ابن
ابی لیلی کا مذہب امام الکبیر کا پس اگر ممنوع ہوتی تقلید غیر معین کی بلکہ اگر
ممنوع ہوتی تقلید غیر ائمہ اربعہ کے تو کیون اختیار کرتی قاضی مذہب ابن ابی لیلی رح کا

پس جواب اسکا دو وجہ سے ہی وجہ اول یہہ ہی کہ یہہ امر اس زمانہ مین ضروری ہی اور ثابت
ہو چکا ہی اصول و فروع مین یہہ قاعدہ الضرورات تبیح المحظورات یعنے امر ضروری
مباح کر دیتا ہی ممنوعات کو بسبب قول اللہ تعالی کی فمن اضطر غیر باغ ولا
عاد فلا اثم علیہ یعنی وہ شخص کہ بیقرار ہو حالانکہ نہ باغی ہو اور نہ حد تجاوز
کرنیوالا ہو پس نہین ہی گناہ اوسپر بیچ کہانی چیز ممنوع کی اور وجہ دوسری یہ ہی
کہ قسم کہلانا گواہون کا ایک قسم ہی تزکیہ کی اور تزکیہ گواہون کا ائمہ اربعہ کا
مذہب ہی اور یہی مراد ہی سب علما کے نزدیک جبکہ اجماع کیا اونہون اوپر عمل
اوس عمل کے کہ وہ مخالف ہی ائمہ اربعہ کے اور یہی مراد ہی نزدیک ائمہ
اربعہ کے جبکہ اجماع ہوا اونکا اوپر عمل کی اوس عمل کے کہ وہ مخالف ہو ائمہ اربعہ کے
اور یہی مراد ہی نزدیک قفال کی جبکہ کہا اونہون نے جو کوئی انتقال کرے ایک
مذہب سے طرف دوسرے مذہب کے تو گنہگار اور مستحق تعزیر ہوتا ہی اور بعضی
لوگ شبہ کرتے ہین حکایت قفال اور ابی عاصم کی جسے کہ نقل کیا ہی اوسکو
عطار نے اسطرح کہ کما وقع للقاضی ابی عاصم العامری الحنفی
دخل مسجد القفال وکان شافعیا لصلوۃ المغرب فلما راٰہ القفال
امر المؤذن ان یثنی الاقامۃ وقدم القاضی فتقدم وجہر بالبسملۃ
مع القراءۃ واتی بشعار الشافعیۃ ومعلوم ان القاضی اباعاصم
انما یصلی قبل ذالک بشعار مذہبہ فلم یمنعہ سبق عملہ بمذہبہ
من تقلید المخالف انتہی پس جواب اسکا دو وجہ ہی وجہ اول یہہ ہی کہ یہہ حکایت
مخالف ہی امر مجمع علیہ اور منقول علما کے جیسا کہ کہا ابن ہمام حنفی اور ابن

حاجب مالکی اور قاضی عضد الدین شافعی اور علامہ قاسم حنفی اور صاحب در المختار
حنفی اور صاحب بحر الرائق حنفی نے کہ رجوع کرنا تقلید سے بعد عمل کرنے کے
ممنوع ہی بالاتفاق جیسا کہ اوپر مذکور ہوا پس جبکہ مخالف ہوئی یہہ حکایت اس امر کے
مجمع علیہ اور متفق علیہ کے تو لائق اعتبار کے نہوئی بسبب فرمانے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
اتبعوا السواد الاعظم فانه من شذ شذ في النار اور وجہ دوسری
یہہ ہی کہ جائز ہی کہ کیا گیا ہو یہہ فعل بنظر نفوذ کے نہ بنظر اسکے کہ یہہ فعل درست ہی
پس یہہ حکایت محمول ہی اوپر نفوذ کے فقط بدلیل اسبابت کے کہ یہہ فعل ممنوع ہی
بالاتفاق اور یہی پر قیاس کیا جاویگا قول دوسرا کہ منقول ہو مثل اسکے تو کہ
نہ مصداق ہو قول علیہ السلام کا من شذ شذ فی النار اور قول اللہ تعالی کا ویتبع
غیر سبیل المؤمنین نوله ما تولی ونصله جهنم وساءت مصیرا اھ
اور جو کوئی پیروی کرتا ہی غیر راہ مومنین کی پہیر دینگے ہم اسکو جدہر پہرا ہی اور داخل
کرینگے ہم اسکو جہنم میں اور بری ہی وہ جگہہ پہر جانیکے پس واجب ہوا ہمپر کہ حمل کریں
ہم حکایت ان کی اوپر نفوذ کے یا عدم صحت نقل کے اور بعضے لوگ شبہہ
[illegible] عبارت سے کہ نقل کیا ہی اسکو قرافی نے انعقد الاجماع علی ان
ان من اسلم فله ان یقلد من یشاء من العلماء من غیر نکیر انتهی پس جواب
[illegible] عبارت مقید ہی ساتہہ نومسلم ہونیکے یعنی جو نیا مسلمان ہوا اسکو
[illegible] اختیار کرنا تقلید کسی عالم مجتہد کی ائمہ اربعہ میں سے سوا اسمیں کسیکو کلام نہیں
[illegible] بعد میں اسواسطے کہ اجماع منعقد ہوا ہی اوپر نکرنے اوس عمل کے
[illegible] اور علماء میں کا تبعیضیہ ہی پس معنے اسکے یہہ ہوئے کہ جو شخص

نومسلم

تو مسئلہ دوسرا بھی مسئلہ لازم ہی ہوگا تقلید کرے ایک عالم کی ائمہ اربعہ میں سے
میں سو گیا یہی اجماع مذکور دلیل ہماری ساتھ مدد اللہ تعالی کے وہو نعم المولی و نعم الوکیل

باب دوسرا بیچ بیان دلیلوں اور مسئلوں کے کہ بعضی لوگ شبہ کرتے ہیں اون مسئلوں پر

اگرچہ شبہہ کے مسائل اون کے
بہت ہیں لیکن جن مسئلوں پر شبہہ ہی کرتے ہیں جواب اونکا لکھا جاویگا
اور باقی مسایل کو اسی پر قیاس کیا جاویگا بایں طور کہ جب قوی شبہوں کا
یہہ حال ہی تو اوروں کا کیا ذکر ہی **مسئلہ پہلا** بیچ بیان قلتین کے شبہ کرتے
ہیں بایں طور کہ روایت کی گئی ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اذا کان
الماء قلتین فانہ لا ینجس رواہ ابوداود اور روایت کی گئی ابن عمر سے کہا
سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سئل عن الماء یکون فی الفلاۃ
من الارض وما ینوبہ من الدواب والسباع فقال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اذا بلغ الماء قلتین لم ینجسہ شیٔ رواہ ابوداود پس یہ حدیث
دلالت کرتے ہی اسپر کہ جسکہ ہو پانی بقدر قلتین کے تو ناپاک نہوگا جیسا کہ مذہب
امام شافعی کا ہی اور اس سے معلوم ہوا ہی کہ امام اعظم نے کس حدیث سے
سند پکڑی ہی کہ یہہ پانی قلتین کا ناپاک ہو جاتا ہی جواب اسکا یہہ ہی کہ روایت
ہی ابوہریرہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اذا استیقظ احدکم
من نومہ فلا یغمس یدہ فی الاناء حتی یغسلها ثلثا فانہ لا یدری
این باتت یدہ متفق علیہ کہا نووی نے بیچ شرح صحیح مسلم کے نیچے اس حدیث کے
ان اهل الحجاز کانوا یستنجون بالاحجار فاذا نام احدهم عرق

فلا یامن النائم من ان تطوف یدہ علی ذلک الموضع النجس فاذا
وقع یدہ علی ذلک الموضع النجس تنجس یدہ فاذا یغمس یدہ تنجس ماءہ
انتہی اور روایت ہے ابو ہریرہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لا یبولن
احدکم فی الماء الدائم الذی لا یجری ثم یغتسل فیہ متفق علیہ اور روایت
ہے ابو ہریرہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اذا شرب الکلب فی اناء
احدکم فلیغسلہ سبع مرات متفق علیہ اور روایت ہے ابی ہریرہ سے
کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اذا ولغ الکلب فی اناء احدکم
فلیرقہ ثم لیغسلہ سبع مرات رواہ مسلم اور روایت ہے عطا سے ان
حبشیا وقع فی زمزم فمات قال فامر ابن الزبیر ان ینزف ماء زمزم
قال فجعل الماء لا ینقطع قال فنظر فاذا ہو عین تنبع من قبل الحجر
الاسود فقال ابن الزبیر حسبکم رواہ ابو بکر بن ابی شیبۃ نے
مصنفہ اور روایت ہے ابن عباس سے ان زنجیا وقع فی زمزم فمات قال
فانزل الیہ رجل فاخرجہ ثم قال انزحوا ما فیہا من ماء زمزم ثم
قال للذی فی البئر ضع دلوک من قبل العین التی تلی البیت والرکن
فانہا من عیون الجنۃ رواہ ابو بکر بن ابی شیبۃ فی مصنفہ
اور روایت ہے ابن عباس سے انہ امر بنزح ماء زمزم عند وقوع زنجی وموتہ
فیہ رواہ الدارقطنی اور روایت ہے کہ ان زنجیا وقع فی بئر زمزم فمات
فیہا فامر ابن عباس وابن الزبیر ان اخرج وامر ان ینزح قال
فغلبتہم عین جاءت من الرکن فامر بہا فدست

بالقباطی والمطارف حتی نزحوها والصحابة متوافرون من غیر نکیر

ولم ینکر منهم احد وکان ذلک الا لانه بحضور الصحابة

ولم ینکر منهم احد رضی اللہ تعالیٰ عنهم رواہ الطحاوی

اور روایت کیا ابوبکر بن ابی شیبہ نے خالد بن سلمہ سے کہ علیا رضی اللہ

سئل عن بال فی بئر قال ینزح یعنی تحقیق علی رض پوچھے گئے

حال سے کہ پیشاب کرے کوئی کنوئیں میں فرمایا کہ کھینچا جاوے یعنی سارا پانی اوس کا

پس یہ حدیثیں صحیح کہ بعضی اونکی متفق علیہ ہیں اور بعضی غیر متفق علیہ

صریح دلالت کرتی ہیں اسپر کہ پانی اور پانی نجس ہو جاتا ہے

کے پڑنے سے اور یہہ پانی عام ہے شامل ہے قلیل کو اور کثیر کو برابر ہے کہ [illegible]

قلتین سے یا زیادہ یا برابر پس واقع ہوا تعارض درمیان حدیثوں قلتین [illegible]

اور درمیان ان حدیثوں صحیحوں کی پس ضرور ہوا یہہ کہ ترجیح دیویں

صحیحہ کو اوپر ضعیفوں کے اور عمل کیا جاوے ساتھ ان حدیثوں صحیحہ پر اسلئے

کہ مدار نماز کا کہ ستون ہے دین کا اوپر پانی طاہر کے ہے کہ اوس [illegible]

اور اوس سے وضو اور پاکی کپڑے کی اور مکان کی ادا ہوتی ہے [illegible]

پس کہتے ہیں ہم کہ حدیث قلتین کی نہیں ہے قابل اسکے اور قابل [illegible]

کرنے کے مقابل ان حدیثوں صحیحہ کی ساتھ چار وجہ کے وجہ اول

تحقیق حدیث قلتین کی ضعیف ہے کہ ضعیف بیان کیا اوسکا ایک جماعت محدثین

میں سے جیسا کہ کہا زیلعی نے شرح کنز الدقائق کے [illegible]

حدیث قلتین ضعیف ضعفہ جماعۃ من اهل الحدیث حتی قال

عبد اللہ بن عمر سے یہہ ہی کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اِذَا
بَلَغَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ اَوْ ثَلٰثًا لَمْ يُنَجِّسْهُ شَيْءٌ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ پس یہہ
روایت مشتمل ہی شک پر کہ دو قلی فرمائی ہین یا تین قلی پس یہہ روایت مخالف
ہوئی دونون روایتون پہلی کو اور نہ معلوم ہوا کہ حضرت نے دو قلی فرمائی ہین
یا تین اور جو تہی روایت عبد اللہ بن عمر سے یہہ ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے اِذَا كَانَ الْمَاءُ اَرْبَعِيْنَ قُلَّةً لَمْ يُنَجِّسْهُ شَيْءٌ رَوَاهُ
مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ اور کہا شیخ ابن ہمام نے فتح القدیر مین قَدْ وَقَعَ الْاِ
ضْطِرَابُ فِيْ ذٰلِكَ الْحَدِيْثِ فَفِيْ بَعْضِ الرِّوَايَاتِ لَفْظُ قُلَّتَيْنِ
وَفِيْ بَعْضِهَا ثَلٰثُ قِلَالٍ وَفِيْ بَعْضِهَا اَرْبَعِيْنَ قُلَّةً وَفِيْ بَعْضِهَا
اَرْبَعِيْنَ غَرْبًا اِنْتَهٰى اور مانند اسکے کہا ملا علی قاری نے شرح مشکوۃ مین
پس ثابت ہوا ان روایتون سے اضطراب حدیث کا اور جو تہی وجہ یہہ
کہ لفظ قلہ کا مشترک ہی درمیان معانی کثیرہ کے اسواسطے کہ کہا جاتا ہی
قلہ واسطے اوس چہوٹی سی لکڑی کے کہ کہیلتے ہین ساتہہ اوسکے لڑکے
ساتہہ مارنے ایک لکڑی لنبی کے اوپر کہ یہان اوسکو گلی کہتی ہین
اور کہا جاتا ہی قلہ واسطے اوس چیز کے کہ پانی پیتے ہین ساتہہ اوسکے
اور کہا جاتا ہی قلہ اوس چیز کو کہ ہلکا جانتا ہی اوسکو اونٹ اور کہا جاتا ہی
قلہ حب کو یعنی بڑی مٹکے کو اور کہا جاتا ہی قلہ جرہ کو یعنے ٹہلیا کو اور کہا جاتا
قلہ قربہ یعنی مشک کو پس یہہ معانی مختلف ہین آپسمین پس ہوی یہہ حدیث
مشترک درمیان معانی متغایرہ کے پس جبکہ معلوم ہو وجوہ مذکورہ تو

ہوئی وجوہ مذکورہ تو معلوم کرنا چاہیئے یہہ کہ جبکہ پائی جاوے حدیث
مین کوئی وجہ ان وجوہ مذکورہ مین سے یعنے ضعف یا مخالفت اجماع کی یا
اضطراب یا اشتراک معانی کا تو نہین ہوئی ہی وہ حدیث حجت بہ اتفاق
اہل حدیث کے پس جبکہ پائے گئے اس حدیث مین سب وجوہ مذکورہ کیونکر ہوگی
حجت عمل کرنے مین اور ثابت کرنے اصل اصول مین خاص کر بیچ مقابلہ احادیث
صحیحہ مذکورہ کے پس ہو گئی حدیث قلتین کی متروک العمل بالاتفاق اور امام مالک وجہ
اور قلتین کی حدیث پر عمل نکرنے کی تحقیق یہہ حدیث ان رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم قال الماء طہور لا ینجسہ شیء صحیح تری حدیث
قلتین کیسے یہان تک کہ منعقد کیا ہی بخاری نے صحیح بخاری مین خلاف حدیث
قلتین کے اور موافق حدیث الماء طہور لا ینجسہ کے عبارت اسکی یہہ ہی باب ما
یقع من النجاسات فی السمن والماء وقال الزہری لا باس بہ
مالم یتغیرہ طعم او ریح او لون انتہی اور یہی مذہب ہے امام
مالک کا اور اتباع اونکا پس ہو گئی حدیث قلتین کی معارض حدیث الماء
طہور لا ینجسہ شی کی اور نہین ہی ممکن حمل کرنا حدیث الماء طہور لا ینجسہ شی کے
اوپر حدیث قلتین کے یعنے یون کہا جاوے کہ مراد حدیث الماء طہور لا ینجسہ شی سے
قدر قلتین سے کے ہی سو یہہ نہین ممکن اسلئے کہ حدیث قلتین کے ضعیف ہے اور حدیث
الماء طہور لا ینجسہ شی کی صحیح ہی اوس سے پس اگر مراد لیجاوے حدیث الماء طہور لا
ینجسہ شی سے قدر قلتین کی تو لازم آویگا باطل کردینا عموم حدیث اقوی کا ساتھ
حدیث ضعیف کے اور یہہ باطل ہی بالاتفاق پس ہو گئی حدیث قلتین کی متروک العمل

ساتھہ حدیث الماء طہور لا ینجسہ شئی کی اور باقی رہی حدیث الماء طہور لا ینجسہ شئی کی
پہر واقع ہوا تعارض درمیان حدیث الماء طہور لا ینجسہ شئی کی اور درمیان اون حدیثون
صحیحہ کے جو اوپر مذکور ہوئین پس ترجیح دی جاویگی اون احادیثون صحیحون مذکورہ کو
اوپر حدیث الماء طہور لا ینجسہ شئی کے ساتھہ دو وجہون کے وجہ اول یہہ ہی کہ یہہ احادیث صحیحہ
مذکورہ قوی تر ہین باعتبار صحت سند اونکی حدیث الماء طہور لا ینجسہ شئی سی اسلیئے کہ یہہ
احادیث مذکورہ بیچ نہایت درجہ صحت کے ہین یہانتک کے روایت کیا اونکو بخاری اور
مسلم نی بیچ صحیحین اپنی کے اور سوائی اونکے اور محدثون نے بخلاف حدیث الماء طہور
لا ینجسہ شئی کے اسواسطے کہ نہین ہی ایسی اسیواسطے نہین روایت کیا ہی اسکو
شیخین نے بیچ صحیحین اپنی کے یہان تک کہ تحقیق بخاری نے منعقد کیا باب حدیث کا
پہر نہ قادر ہوسکا اوپر روایت کرنے اسکے ناچار ہوکر اکتفا ساتھہ قول زہری
تابعی کی اور کہا قال الزہری لا باس بالماء مالم یتغیر طعم او ریح او لون
پس جبکہ راجح ہوئین یہہ حدیثین صحیحہ مذکورہ اوپر حدیث الماء طہور لا ینجسہ کے
تو ہوا عمل ساتھہ ان حدیثون صحیحہ مذکورہ کے پانی کے باب مین اور ہوگئی حدیث الماء
طہور لا ینجسہ کی متروک العمل ساتھہ ان حدیثون صحیحہ مذکورہ کے ساتھہ اس حکم کے
وجہ دوسری یہہ ہی کہ یہہ احادیث صحیحہ مذکورہ ترجیح دی جاتی ہین اوپر حدیث
الماء طہور لا ینجسہ شئی کے بالخصوص کیونکہ قاعدہ مقرر ہوچکا ہی بیچ علم اصول کے کہ جبکہ
متعارض ہوویں دو حدیثین اسطرح کہ چاہتی ہی ایک انمین کی اباحت کو اور دوسری حرمت کو
تو ہوتا ہی عمل ساتھہ اوس حدیث کے کہ چاہتی ہی حرمت کو نہ ساتھہ اوس حدیث کے کہ چاہتی
ہی اباحت کو پس حدیث الماء طہور الخ کی چاہتی ہی پانی کے مباح ہونیکو اور حلال ہونیکو

امام اعظم کے مذہب ہی امام احمد بن حنبل کا بیچ نجاست قیقہ کے جیسا کہی بیچ ترجمہ مشکوۃ کے کہ شیخ کا ہی اور ارکان اربعہ مین کہ مولنا عبد العلی کی ہی کا

مسئلہ دوسرا بیچ بیان وقت مستحب فجر کے شبہ کرتے ہین یا یون طور کہ روایت ہی حضرت عائشہ سے کُنَّ نِسَاءُ الْمُؤْمِنَاتِ يَشْهَدْنَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الْفَجْرِ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوْطِهِنَّ ثُمَّ يَنْقَلِبْنَ اِلٰى بُيُوْتِهِنَّ حِيْنَ يَقْضِيْنَ الصَّلٰوةَ مَا يُعْرَفْنَ اَحَدٌ مِنَ الْغَلَسِ رواه الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ پس یہ حدیث صحیح صریح دلالت کرتی ہی اسپر کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فراغت پاتے تھے نماز فجر سے اندہیرے مین جیسا کہ مذہب امام شافعی اور امام احمد اور اسحق وغیرہم کا ہی اور ہمین یہین معلوم ہوا کہ امام اعظم نے کس حدیث سے سند پکڑی ہی اور مستحب ہونے اسفار کے وقت فجر مین جواب اوسکا یہہ ہی کہ روایت ہی عبد اللہ بن مسعود سے کہ فرماتے تھے مَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى صَلٰوةً اِلَّا لِمِيْقَاتِهَا اِلَّا صَلٰوتَيْنِ صَلٰوةَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ جَمْعٍ وَصَلَّى الْفَجْرَ يَوْمَئِذٍ قَبْلَ مِيْقَاتِهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ اور روایت ہی عبد اللہ بن مسعود سے کہ فرمایا مَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى صَلٰوةً اِلَّا لِمِيْقَاتِهَا اِلَّا صَلٰوتَيْنِ صَلٰوةَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ وَصَلَّى الْفَجْرَ يَوْمَئِذٍ قَبْلَ مِيْقَاتِهَا بِغَلَسٍ رواه مسلم اور روایت ہی اسحق کی کہا اوس نے سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ يَزِيْدَ يَقُوْلُ حَجَّ عَبْدُ اللّٰهِ فَاَمَرَنِيْ عَلْقَمَةُ اَنْ اَلْزَمَهُ فَلَمَّا كَانَ لَيْلَةُ مُزْدَلِفَةَ وَطَلَعَ الْفَجْرُ فَقَالَ اَقِمْ فَقُلْتُ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اِنَّ هٰذِهٖ لَسَاعَةٌ مَا رَاَيْتُ

تصلی فیها قط فقال ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان لا یصلی
هذه الساعة الا هذه الصلوة فی هذا المکان من هذا الیوم فقال عبد الله
هما صلوتان تحولان صلوة المغرب بعد ما یاتی الناس مزدلفة وصلوة
الغداة بعد ان یبزغ الفجر رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم فعل
ذلک رواه الطحاوی فی معانی الآثار اور روایت ہی عبد الرحمن بن یزید
سے کہا انہوں نے نکلے ہم ساتھ عبد الله بن مسعود کے مکہ کو پس نماز پڑھی
الفجر یوم النحر حین سطع الفجر ثم قال ان رسول الله صلی الله علیه وسلم
قال ان هاتین الصلوتین تحولان عن وقتهما فی هذا المکان صلوة
المغرب وصلوة الفجر هذه الساعة رواه الطحاوی فی معانی الآثار
اور روایت ہی رافع بن خدیج سے کہا سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم
یقول اسفروا بالفجر فانه اعظم للاجر رواه الطحاوی باسانید متعددة
اور روایت ہی رافع بن خدیج سے کہا فرمایا رسول خدا صلی الله علیه وسلم نے
نوروا بالفجر فانه اعظم للاجر رواه الطحاوی اور روایت ہی ابی بکر
سے کہ روایت کی بلال سے انہوں نے روایت کی نبی صلی الله علیه وسلم سے
کہ فرمایا نوروا بالفجر فانه اعظم للاجر رواه الطحاوی اور کہا شیخ
محقق نے شرح سفر السعادت میں روایت بطریق ہے نوروا یا بلال بالفجر قدر ما یبصر القوم
مواقع نبلهم وبه قال الامام ابو حنیفة واصحابه وهی روایة عن
احمد وهی وما اشتهر من عمل اکثر الصحابة بالاسفار اور روایت
رافع بن خدیج سے کہا فرمایا رسول خدا صلی الله علیه وسلم نے اسفروا بالفجر رواه

كان يصلي الصبح فتنصرف النساء متلفعات بمروطهن ما يعرفن من
الغلس اما حديث ابن مسعود في الصحيحين فظاهر فيما ذهبنا اليه وهو
ما رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم صلى صلوة الا لميقاتها
الا صلوتين صلوة المغرب والعشاء بجمع وصلى الفجر يومئذ قبل ميقاتها
مع انه كان بعد الفجر اجماعا فعلم ان المراد قبل ميقاتها الذي اعتاد
الاداء فيه لانه غلس يومئذ ليمتد وقت الوقوف فافاد ان المعتاد
كان غير التغليس انتهى كلام القاري **مسئلہ تیسرا بیچ وقت**
مستحب ظہر کے شبہ کرتے ہین یہہ کہ روایت کی گئی انس بن مالک سے کہ کہا
كنا نصلي مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في شدة الحر فاذا لم يستطع
احدنا ان يمكن جبهته من الارض بسط ثوبه فسجد عليه رواه مسلم
اور روایت ہے خباب سے کہ کہا اتينا الى رسول الله صلى الله عليه وسلم
فشكونا اليه حر الرمضاء فلم يشكنا رواه مسلم پس یہہ حدیثین دلالت کرتی
ہین اسپر کہ پڑہتے تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نماز ظہر کی شدۃ گرمی مین بیچ اول وقت
اور نہ سنا شکوی صحابہ کا اور ساتہہ اسکے قائل ہوئی ہے ایک جماعت اونمین سے بعض
اصحاب شافعیہ کی بہی ہین اور نہین مستحب جانتے ہین ابراد کو یعنی ٹہنڈے وقت مین
پڑہنے کو سو جواب اسکا یہہ ہے کہ روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے اذا اشتد الحر فابردوا بالصلوة فان شدة الحر من فيح
جهنم متفق عليه اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
ابردوا عن الحر في الصلوة فان شدة الحر من فيح جهنم [illegible] اور روایت

عبد الرحمن اعرج وغیرہ سے کہ وہ روایت کرتے ہیں ابی ہریرہ سے کہ فرمایا
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ آخر تک کہ جو اوپر گذری روایت
کی یہہ بخاری نے اور روایت ہی انس بن مالک سے کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اِذَا اشْتَدَّ الْبَرْدُ بَكَّرَ بِالصَّلٰوةِ وَاِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ اَبْرَدَ بِالصَّلٰوةِ رَوَاهُ
الطَّحَاوِيُّ فِي مَعَانِي الْاٰثَارِ اور روایت ہی ابی خلدہ سی کہ کہا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ الشِّتَاءُ بَكَّرَ بِصَلٰوةِ الظُّهْرِ وَاِذَا كَانَ الصَّيْفُ
اَبْرَدَ بِهَا رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ فِي مَعَانِي الْاٰثَارِ اور روایت ہی ابی مسعود سے اَنَّهُ رَاٰى
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَجِّلُهَا فِي الشِّتَاءِ وَيُؤَخِّرُهَا فِي الصَّيْفِ رواہ
الطَّحَاوِيُّ اور روایت ہی مغیرہ بن شعبہ سے کہ کہا كُنَّا نُصَلِّيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الظُّهْرِ بِالتَّهْجِيْرِ ثُمَّ قَالَ اَبْرِدُوْا بِالصَّلٰوةِ
فَاِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالطَّحَاوِيُّ اور روایت
ابی ہریرہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَاَبْرِدُوْا بِالصَّلٰوةِ
فَاِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ روایت کی یہہ ترمذی نے اور کہا ترمذی نے وَفِي الْبَابِ
عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ وَاَبِيْ ذَرٍّ وَاَبِيْ مُوْسٰى وَابْنِ عَبَّاسٍ وَالْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ
وَاَبِيْ مَالِكٍ وَصَفْوَانَ وَحَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ انتهى
كَلَامُ التِّرْمِذِيِّ اور روایت ہی ابو سعید خدری سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی
اللہ علیہ وسلم اَبْرِدُوْا بِالظُّهْرِ فَاِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ رَوَاهُ
رَوَاهُ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ فِيْ مُصَنَّفِهِ اور کہا ابو بکر نے وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ
هُرَيْرَةَ وَاَبِيْ ذَرٍّ وَاَبِيْ مُوْسٰى وَاَبِيْ مَحْذُوْرَةَ وَصَفْوَانَ وَعُمَرَ

وحدیث ابی ہریرۃ انتہی کلام ابی بکر پس یہ حدیثین صحیحہ کہ مشتمل ہیں اوپر
فعل اور امر آنحضرت کے صریح دلالت کرتی ہیں اوپر مستحب ہونے ابراد کے
یعنی ٹھنڈے وقت پڑھنا نماز ظہر کو موسم گرمی میں اور یہی مذہب ہے امام ابو حنیفہ
اور ابو یوسف اور محمد اور امام مالک اور شافعی اور امام احمد کا اور یہی مذہب ہے
جمہور صحابہ اور تابعین کا کہا نووی نے بیچ شرح مسلم کے والصحیح استحباب
الابراد بہ قال جمہور العلماء وہو المنصوص للشافعی وبہ
قال جمہور الصحابۃ لکثرۃ الاحادیث الصحیحۃ فیہ المشتملۃ
علی فعلہ صلی اللہ علیہ وسلم والامر بہ فی مواطن کثیرۃ انتہی
کلام النووی اور عینی نے بیچ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں ذکر اہل
النقل عن الامام مالک انہ یکرہ ان یصلی الظہر فی اول الوقت
وکان یقول ہی صلوۃ الخوارج انتہی کلام العینی پس حدیث خباب
کی [illegible] تعجیل وقت کا گرمی میں منسوخ ہی سا ہوا ان حدیثوں صحیحہ
سے کہ مشتمل ہیں اوپر فعل اور امر کے آنحضرت کے اور دلیل نسخ کی حدیث
مغیرہ [illegible] کی ہے کہ جو اوپر مذکور ہوئی جیسا کہ کہا طحاوی نے معانی الآثار
میں فکان الناسخ عندنا فی صلوۃ الظہر علی ما ذکرنا ابو مسعود و
انس عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولیس فیہما ما قد بینا
ذکرنا فی الفصل الذی قبلہ خلاف شیء من ہذا الا انہ حدیث
اسامۃ وعائشۃ وہذا فی ابی برزۃ کلہا عندنا منسوخۃ بحدیث
المغیرۃ الذی رویناہ فی فصل الاسفار انتہی کلام الطحاوی اور

معناه ورواه ابن حبان في صحيحه والحاكم في مستدركه وقال صحيح
ولم يخرجاه پس یہ حدیث دلالت کرتی ہی اسپر کہ وقت ظہر کا بعد زوال
سے آدمی کے سایہ کے برابر تک ہی اور یہی مذہب امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کا اور
اور ہم نہین جانتے کہ امام اعظم نے کس حدیث سی معلوم کیا کہ وقت ظہر کا اس مثل کے
بعد باقی رہتا ہی سو جواب اس شبہ کا چار طریق سی ہی طریق اول یہ ہے کہ روایت
ابوہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اذا اشتد الحر فابردوا
بالصلوة فان شدة الحر من فيح جهنم رواه المسلم والبخاري و
الطحاوي وغيرهم من اهل الحديث پس خبر دی ابوہریرہ نے اس حدیث میں
کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب بہت ہو گرمی ٹھنڈے وقت مین
پڑھو نماز ظہر کو پھر بیان کیا ابوہریرہ نے اس ٹھنڈے وقت کو بیچ حدیث عبد اللہ بن رافع کے
انه سال ابا هريرة عن وقت الصلوة فقال ابو هريرة انا اخبرك صل
الظهر اذا كان ظلك مثلك والعصر اذا كان ظلك مثليك روایت کیا
اسکو امام مالک نے اپنی موطا مین پس یہ حدیث صریح دلالت کرتی ہی اوپر باقی رہنے کے
وقت ظہر کے بعد ہو جانے سایہ آدمی کے برابر اسکے بقدر ادا کرنے نماز ظہر کے اور بوجہ مسنون
ہونے پہلے ہو وقت اخیر ظہر کے اور یہہ قدر پڑھنے کی اون ہی کہ پہلی پڑھیگا چار رکعت
سنت ظہر کی پھر چار رکعت فرض کی پھر دو رکعت سنت ظہر کی بوجہ مسنون ہونے کے اور مسبوق
آجاوے تو وہ بھی بوجہ مسنون کے دس رکعت ادا کرسکے پہلے آنے آخر وقت ظہر کے تو معلوم ہوا کہ
بیس رکعت کے قدر بوجہ مسنون بعد ایک مثل کے پڑھ سکتا ہی پہلے آنی آخر وقت ظہر کے
اسمین قریب دو مثل کے وقت آجاویگا پس اس حدیث سے دو باتین ثابت ہوا ایک تو یہہ کہ وقت

ظہر کا

شرطت فعلوا اذا کان حین صلوٰۃ العصر آخر حدیث تک کہ روایت
کی بخاری نے پس یہ حدیث دلالت کرتی ہی اسپر کہ وقت ظہر کا بہت زیادہ ہی وقت عصر
جیسا کہ دلالت کرتا ہی اسپر صیغہ افعل التفضیل کا کہ یعنی لفظ اکثر کا کہ وہ مشتق ہی لفظ کثرت
سے کہ کثرت بمعنی بہت کی ہی پس کثرت کی تفضیل سے نہایت کثرت معلوم ہوتی
ہو رہے معنی نہیں حاصل ہوتی ہین مگر اسطور کہ دو ثلث وقت ظہر کا ہو اور ایک ثلث
وقت عصر کا جیسا کہ دلالت کرتا ہی اسپر قول ولنا اقل عملا یعنی ایک قیراط کو
اقل ٹھیرایا اور دو قیراط کو اکثر اسیطور ٹھیرایا جاوے دو ثلث وقت کو اکثر اور ثلث وقت کو
اقل پس ہو جاویگا وقت ظہر کا سوای سایہ اصلی کی دو مثل تقریبا اور تیسرا طریق
جواب شبہ کا یہ ہی کہ روایت ہی ابی ذر سے کہ کہا کنا مع رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فی سفر فاراد المؤذن ان یؤذن للظہر فقال النبی صلی
اللہ علیہ وسلم ابرد ثم اراد ان یؤذن فقال لہ ابرد ثم اراد ان
یؤذن فقال لہ ابرد حتی ساوی الظل التلول فقال النبی
صلی اللہ علیہ وسلم ان شدۃ الحر من فیح جہنم روایت کیا اسکو
بخاری نے پس یہ حدیث دلالت کرتی ہی اسپر کہ وقت ظہر کا دو مثل تک ہی سوای سایہ
اصلی کی دو وجہ سے وجہ اول یہ ہی کہ کہا نووی نے مسلم کی شرح مین یہ جانب
ابرار ظہر کے والتلول منبطحۃ غیر منتصبۃ ولا یصیر لہا فیئ
فی العادۃ الا بعد زوال الشمس بکثیر انتہی اور کہا مجمع البحار مین التلول
جمع تل بکلما اجتمع علی الارض من تراب او رمل وہی منبطحۃ لا یظہر
لہا ظل الا اذا ذہب اکثر وقت الظہر انتہی جبکہ ثابت ہوی یہ بات

کہا

کہ سایہ ٹیلون کا بشین ظاہر ہوتا مگر پیچہے ڈہلجانے دن کی بہت پس قبل ترجیہ
یہہ ہی کہ ڈہلے بقدر چوتہای حصہ آدہی دن کی پس ہوگا اسوقت سایہ آدمی کا
قریب نصف قد آدمی کی اور شروع ہوگا ظہور سایہ ٹیلون کا تو ہوگا سایہ آدمی کا ڈیڑہ
قد آدمی کے پس جبکہ یہہ معلوم ہوا تو یہہ حدیث دلالت کرتی ہی اسپر کہ اذان ظہر کی
ہوئی بعد وقت مذکور کے اور بعد اذان کے نماز ظہر کی سنت و فرض اور نماز مسبوق کے
پہلے آخر ہونی وقت ظہر کی پس حدیث نے دلالت کے اسپر کہ وقت ظہر کا دو مثل تک ہی
سوای سایہ اصلی کی اور وجہ دوسری یہہ ہی کہ تجربہ کیا گیا ہی باینطور کہ ایک گولہ
مٹی کا دو ٹکڑے کر کر ایک ٹکڑا چوڑی طرف سے جو زمین پر رکہا گیا تو جسوقت
سایہ اوسکا برابر اوسکی ہوا اور اوسکی بعد نماز مذکور پہلے آخر ہونے وقت ظہر کی ادا ہوئے
تو سایہ دو مثل قد آدمی کی سوای سایہ اصلی کے ہوا جیسا کہ مذہب امام اعظم اور اتباع
اونکا ہی اور چوتہا طریق جواب سبکا یہہ ہی کہ روایت ہے بریدہ سے ان رجلا
سأل النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن وقت الصلوۃ فقال لہ صل
معنا ھذین یعنی الیومین فلما زالت الشمس امر بلالا فاذن
ثم امرہ فاقام الظھر ثم امرہ فاقام العصر والشمس مرتفعۃ
بیضاء نقیۃ ثم امرہ فاقام المغرب حین غابت الشمس ثم امرہ
فاقام العشاء حین غاب الشفق ثم امرہ فاقام الفجر فلما ان کان الیوم الثانی
امرہ فابرد بالظھر فابرد بھا فانعم ان یبرد بھا وصلی العصر والشمس
مرتفعۃ اخرھا وصلی المغرب قبل ان یغیب الشفق وصلی العشاء بعد ما ذھب
ثلث اللیل وصلی الفجر فاسفر بھا ثم قال این السائل عن وقت الصلوۃ

مشترک ہی جیسا کہ مذہب امام مالک کا اور ایک جماعت علما کا ہی جیسا کہ کہا نووی نے
شرح مسلم مین باب اوقات نماز مین لیکن یہہ اشتراک منسوخ ہی ساتھہ بہت حدیثون صحیحہ کے
اونمین سے ایک حدیث عبد اللہ بن عمرو کی ہی اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
قَالَ اِذَا صَلَّیْتُمُ الْفَجْرَ فَاِنَّہٗ وَقْتٌ اِلٰی اَنْ یَّطْلُعَ قَرْنُ الشَّمْسِ الْاَوَّلُ ثُمَّ
اِذَا صَلَّیْتُمُ الظُّھْرَ فَاِنَّہٗ وَقْتٌ اِلٰی اَنْ یَّحْضُرَ الْعَصْرُ روایت کیا اسکو
مسلم وغیرہ نے اور حدیث عبد اللہ بن عمرو کی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
وَقْتُ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ مَا لَمْ یَطْلُعْ قَرْنُ الشَّمْسِ الْاَوَّلُ وَوَقْتُ صَلٰوۃِ الظُّھْرِ
اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ مَا لَمْ یَحْضُرِ الْعَصْرُ روایت کیا اسکو مسلم وغیرہ نے لَیْسَ فِی النَّوْمِ
تَفْرِیْطٌ اِنَّمَا التَّفْرِیْطُ عَلٰی مَنْ لَّمْ یُصَلِّ حَتّٰی یَجِیْءَ وَقْتُ صَلٰوۃِ الْاُخْرٰی
روایت کیا اسکو مسلم اور ابو داود اور نسائی وغیرہم نے اور حدیث بریدہ کی
اور حدیث ابی موسی اشعری کی کہ اوپر گذر چکی پس یہہ حدیثین صحیحہ دلالت کرتی ہین
اسپر کہ اشتراک درمیان وقت ظہر وعصر کے منسوخ ہی لیکن باقی رہی یہہ بات کہ کونسا
وقت منسوخ ہی ان دونومین سے ظہر کا یا عصر پس حدیثین ابی ہریرہ کی اور ابی
ذر کی اور عبد اللہ بن عمر کی اور بریدہ کی دلالت کرتی ہین اسپر کہ منسوخ وقت عصر کا
ہی پس وقت ظہر کا بعد ہوجانی سایہ ہر چیز کی برابر اوسکی باقی رہا خالص اور ہوجانا
سایہ ہر چیز کا برابر اوسکی شامل ہی آدمی کی سایونکو اور درختون کے سایون کو
اور ٹیلون کی سایون کو اور اور چیزون کے سایون کو پس بیان کیا آنحضرت نے اسی سایہ کو
بیچ حدیث ابی ذر غفاری کے کہ سایہ ٹیلون کا ہی پس دلالت کی جبرئیل کی حدیث نے
بالضرور کہ وقت ظہر کا دو مثل تک ہی سوای سایہ اصلی کے جیسا کہ مذہب امام اعظم کا اور

ابتلى

اتباع اونکی کا ہی اور یہی ہی مقتضائی عقل کا اور اسی مین ہی احتیاط اسواسطے
کہ نماز پہلی وقت کے غیر جائیز ہی بالاجماع پس اگر ہو عند اللہ وقت عصر کا بعد دو مثل کے
تو ہوگی نماز عصر کی بعد ایک مثل کے پہلی وقت اپنی کی غیر جائیز اور اگر ہو عند اللہ وقت
ظہر کا ایک مثل تک تو ہو جاویگی نماز ظہر کی اوا بعد ایک مثل کے بہی یعنی ذمہ سے
ساقط ہو جاویگی اور وہ لوگ کہ سند پکڑتے ہین حدیث جبریل سے کہ وقت ظہر کا
ایک مثل آدمی کے سایہ تک ہی سوا سایہ اصلی کے سو یہہ بات اس حدیث سی نہین
ثابت ہوتی ہی اسلیئے کہ لفظ حدیث کی ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَهُ ہی اور دوسرے یہہ نماز
پڑہی گئی بعد اسکی جیسا کہ اوپر گذرا اور کبھی تمسک پکڑتی ہین ساتہہ حدیث عبد اللہ
بن عمرو کی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے وَقْتُ الظُّهْرِ إِذَا زَالَتِ
الشَّمْسُ وَكَانَ ظِلُّ الرَّجُلِ كَطُولِهِ مَا لَمْ يَحْضُرِ الْعَصْرُ وَوَقْتُ
الْعَصْرِ مَا لَمْ تَصْفَرَّ الشَّمْسُ روایت کیا اسکو مسلم نے اور وجہ دلیل پکڑنیکی
یہہ ہی کہ قول آنحضرت کا مَا لَمْ يَحْضُرِ الْعَصْرُ تاکید ہی قول آنحضرت کی وَكَانَ ظِلُّ الرَّجُلِ
كَطُولِهِ سو جواب اسکا یہہ ہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین فرمایا کہ یہہ تاکید ہی
اور نہ یہہ الفاظ تاکید لفظی اور معنوی کیسی ہین تا معلوم ہوتا یہہ ہی نہایت یہہ
کہ وہم کیا جاوی تاکید ہونیکا جیسا کہ احتمال اور معنون کا بہی ہی پس حدیث مجمل
ہوئی اسبات مین کہ قول اون کا وَكَانَ ظِلُّ الرَّجُلِ كَطُولِهِ جملہ معترضہ
ہی درمیان مبتدا اور خبر کی یا مؤول ہی ساتہہ ما بعد اپنی کی یا یہہ قول مُدرَج ہی اسلیئے
کہ اور روایتین عبد اللہ بن عمرو کی کہ اسی حدیث کی ہین خالی ہین اس قول مذکور سے
پس کہتی ہین ہم کہ یہہ قول یا تو مدرج ہی یا جملہ معترضہ ہی درمیان مبتدا اور خبر کے

الافتاء بما فيه لما قال المحقق كمال الدين بن الهمام في شرح
الهداية انه لا يفتى الا المجتهد وقد استقر رأي الاصوليين على
ان المفتي هو المجتهد فاما غير المجتهد ممن يحفظ اقوال
المجتهد فليس بمفتي والواجب عليه اذا سئل ان يذكر
قول المجتهد كابي حنيفة رحمه الله على جهة الحكاية فعرف
ان ما يكون في زماننا من فتوى الموجودين ليس بفتوى بل هو
نقل كلام المفتي لياخذ به المستفتي وطريق نقله عن المجتهد
احد امرين اما ان يكون له سند فيه اليه او ياخذه من
كتاب معروف تداولته الايدي نحو كتب محمد بن
الحسن ونحوها من التصانيف المشهورة للمجتهدين لانه
بمنزلة الخبر المتواتر عنهم او المشهور هكذا ذكر الرازي
فعلى هذا لو وجد بعض نسخ النوادر في زماننا لا يحل
عزو ما فيها الى محمد ولا الى ابي يوسف لانها لم تشتهر في
عصرنا في ديارنا ولم تتداول نعم اذا وجد النقل عن النوادر
مثلا في كتاب مشهور معتبر كالهداية والمبسوط
كان ذلك تعويلا على ذلك الكتاب انتهى كلام المحقق
رحمه الله تعالى فقد افاد انه لا يحل عزو الرواية من كتاب
غير مشهور الى الامام مالم يوجد في الكتب المشهورة فكذا
لا يحل الافتاء والاعتماد على غير المشهور مع مخالفته المشهور

هذا كله باعتبار نقل الحكم عن صاحب المذهب واما دليله فاحاديث الى آخره انتهى كلام صاحب البحر الرائق بسبب تصريح
کے صاحب البحر کی کہ یہہ نقل باہی اعتبار سے خارج ہی اور عمل قول ابی حنیفہ کا
واجب ہی اور وجہ دوسری یہہ کہ کہا طحطاوی نے بیچ شرح در المختار کی قوله في ظاهر
الرواية عنهم قيد به لان وجوه الرواية مرجوع عنها او غير
مشهورة لا يعتبر وكتب ظاهر الرواية الزيادات والسير
والمبسوط والجامعان ومعنى ظاهر الرواية الرواية الظاهرة
عن الامام التي نقلها الثقات اما بالتواتر او بالشهرة انتهى
كلام الطحطاوي یعنی جس مسئلہ ہوئی یہہ ظاہر الروایۃ تو نہ قبول کیا جاوے گا غیر اوس روایت کا
اوسکے مقابلہ میں کیونکہ غیر ظاہر الروایۃ کا یا مرجوع عنہ ہی یا غیر مشہور ہی سو یہ دونوں
غیر معتبر ہیں جیسا کہ کہا طحطاوی نے اور وجہ تیسری یہہ ہی کہ کہا صاحب بحر الرائق نے بیچ
رسالہ زینیہ کے واستفيد منه ايضا ان بعض المشائخ وان قال الفتوى
على قولهما وكان دليل الامام واضحا ومذهبه ثابتا لا يلتفت
الى فتواه ولا يعمل بها وان كانت في كتاب مشهور يعرف
فلذا ظهر لنا مذهب الامام الاعظم ابي حنيفة رح في هذين الوقتين
وايضا ظهر دليله وقوته وصحته وانه اقوى من دليلهما وجب علينا
اتباعه والعمل به والافتاء به انتهى كلام صاحب البحر الرائق
حاصل کلام کا یہہ ہی کہ یہہ قول امام کا ظاہر الروایۃ اور مشہور اور منسی اور مذہب امام ان کا اور
موافق حدیثوں صحیحوں کے اور مقبول عقل اور نقل کا ہی اور خلاف اس کا خلاف مذہب ان کے کی

اور مخالف حدیثوں صحیح کی ہیں جسپر عمل کرنا ساتہہ اوسکے نہ ساتہہ غیر اوسکے

مسئلہ پانچواں جمع کرنا دو نمازوں کا بیچ ایک وقت کی

شبہ کرتی ہیں بعضی لوگ باینطور کہ روایت ہی ابو الطفیل سے اور وہ روایت کرتی ہیں معاذ بن
جبل سے اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ فِیْ غَزْوَۃِ تَبُوْکَ اِذَا زَاغَتِ
الشَّمْسُ قَبْلَ اَنْ یَرْتَحِلَ جَمَعَ بَیْنَ الظُّھْرِ وَالْعَصْرِ وَاِنْ یَرْتَحِلْ قَبْلَ اَنْ
تَزِیْغَ الشَّمْسُ اَخَّرَ الظُّھْرَ حَتّٰی یَنْزِلَ لِلْعَصْرِ وَفِی الْمَغْرِبِ مِثْلَ ذٰلِکَ
اِنْ غَابَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ اَنْ یَرْتَحِلَ جَمَعَ بَیْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَاِنْ
یَرْتَحِلْ قَبْلَ اَنْ تَغِیْبَ الشَّمْسُ اَخَّرَ الْمَغْرِبَ حَتّٰی یَنْزِلَ لِلْعِشَاءِ ثُمَّ
جَمَعَ بَیْنَھُمَا روایت کیا اسکو ابوداؤد نے اور روایت ہی حسین بن عبد اللہ سے
کہ وہ روایت کرتے ہیں عبد اللہ بن عباس سے مثل حدیث ابی الطفیل کے روایت کیا
اسکو طحاوی نے اور روایت ہے عبد اللہ بن فضل سے کہ وہ روایت کرتے ہیں
انس بن مالک سے اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَ فِیْ سَفَرٍ
فَزَاغَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ اَنْ یَرْتَحِلَ صَلَّی الظُّھْرَ وَالْعَصْرَ جَمِیْعًا وَاِنْ اَرْتَحَلَ
قَبْلَ اَنْ تَزِیْغَ الشَّمْسُ جَمَعَ بَیْنَھُمَا فِیْ اَوَّلِ وَقْتِ الْعَصْرِ روایت کیا
اسکو طبرانی نے اوسط میں اور روایت ہی ابن شہاب سے کہ وہ روایت کرتے ہیں
انس بن مالک سے اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا ارْتَحَلَ
قَبْلَ اَنْ تَزِیْغَ الشَّمْسُ اَخَّرَ الظُّھْرَ ثُمَّ نَزَلَ جَمَعَ بَیْنَھُمَا فَاِنْ
زَاغَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ اَنْ یَرْتَحِلَ صَلَّی الظُّھْرَ وَالْعَصْرَ ثُمَّ رَکِبَ
روایت کیا اسکو حاکم نے اربعین میں پس یہ حدیثیں دلالت کرتی ہیں اوپر کہ جمع کرنا

درمیان دو نمازوں کے ایک وقت میں سفر میں جائز ہی اور یہی قول امام شافعی
اور احمد اور اسحاق وغیرہم کا ہی اور ہم نہیں جانتے کہ امام اعظم رحمہ اللہ کو کسی
حدیث سے کہتے ہیں کہ جمع کرنا دو نمازوں میں ایک وقت میں جائز نہیں بلکہ جمع
کرنا دو نمازوں کا دو وقتوں میں سفر میں اور مرض میں جائز ہی اور اس جمع کو جمع
صوری کہتے ہیں یعنی اخیر وقت میں پڑھی جاوے نماز پہلی اور اول وقت میں پڑھی
جاوے نماز دوسری سو جواب اس شبہہ کا یہ ہی کہ روایت ہے عبد اللہ بن مسعود سے
أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ فِي السَّفَرِ
روایت کیا اسکو طحاوی نے اور روایت ہی عبد اللہ بن مسعود سے کہ کہا كَانَ رَسُولُ اللهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الصَّلَاةَ لِوَقْتِهَا إِلَّا بِجَمْعٍ وَعَرَفَاتٍ
روایت کیا اسکو نسائی نے اور روایت ہی عبد الرحمن بن یزید سے کہ وہ کہتے ہیں
صَحِبْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ مَسْعُودٍ فِي حَجَّةٍ فَكَانَ يُؤَخِّرُ الظُّهْرَ وَيُعَجِّلُ
الْعَصْرَ وَيُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ وَيُعَجِّلُ الْعِشَاءَ وَيُسْفِرُ بِصَلَاةِ الْغَدَاةِ
روایت کیا اسکو طحاوی نے پس یہ حدیثیں دلالت کرتی ہیں اس پر کہ کیفیت جمع کرنے
نمازوں کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اس طرح تھی کہ تاخیر کرتے ایک نماز کو اور
جلدی پڑھتے دوسری نماز کو بایں طور کہ واقع ہوتی ہر نماز اپنے وقت میں اور جو دلالت
کرتی ہے یہ ہی کہ عبد اللہ بن مسعود نہیں ہوئی کہ جمع کرتے تھے حضرت سفر میں اور
پھر پڑھی نماز سفر میں ساتھ کیفیت مذکورہ کی پھر کہا کہ سب نمازیں حضرت اپنے وقتوں میں
پڑھتے سوائے نماز عرفات اور مزدلفہ کی پس معلوم ہوا کہ اوس جمع سے مراد جمع ساتھ کیفیت
مذکورہ کی ہی اور روایت ہی عبد اللہ بن عباس سے کہا نہیں کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ

سبعا وثمانیا الظهر والعصر والمغرب والعشاء روایت کیا اسکو بخاری نے
اور مسلم اور طحاوی اور نسائی اور ابو داود وغیرہم نے اور روایت ہی عبد اللہ بن عباس
سے کہا جمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین الظهر والعصر والمغرب و
العشاء بالمدینة فی غیر خوف ولا مطر قال اراد ان لا یحرج امته
روایت کیا اسکو مسلم اور ابو داود اور طحاوی اور نسائی اور ترمذی وغیرہم نے اور روایت ہی
عبد اللہ بن عباس سے کہا صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الظهر والعصر
جمیعا والمغرب والعشاء جمیعا فی غیر خوف ولا سفر روایت کیا
اسکو مسلم اور ابو داود اور طحاوی اور نسائی وغیرہم نے اور روایت ہی جابر بن عبد اللہ
سے کہا جمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین الظهر والعصر والمغرب
والعشاء بالمدینة للرخص من غیر خوف ولا علة روایت کیا اسکو طحاوی
نے اور روایت ہی عبد اللہ بن عباس سے کہا صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم
بالمدینة ثمانیا جمیعا وسبعا جمیعا اخر الظهر وعجل العصر واخر
المغرب وعجل العشاء روایت کیا اسکو نسائی نے یہ حدیث بیان ہی اور ان
حدیثوں کی یہ حدیثیں بیان کرتی ہیں اسپر کہ کیفیت جمع کرنیکی حضرت کی نماز کو
اسطرح تھی کہ جو مذکور ہوئی اس حدیث میں اور سوا ہی ان حدیثوں کے ہیں بہت حدیثیں اور یہی
معنی کہ جو لوگ کہا کرتے ہیں دو نمازوں کو جمع کرکے انکو ایک وقت میں تو وہ نہیں جانتے
رکھتے ہیں مگر شرط سفر کے یا مرض کے یا مینہ کی اور یہ شرطیں جو بیان ہوتی ہیں ساتھ
اجماع اہل سنت کے دلالت کیا ان حدیثوں نے اوپر جمع صوری کی ہی اور روایت ہی انس بن
مالک سے کہا کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا اراد ان یجمع بین الصلوتین

فی السفر اخر الظهر حتی یدخل اول وقت العصر ثم یجمع بینهما

روایت کیا اسکو مسلم نے پس یہہ حدیث دلالت کرتی ہی اسپر کہ حضرت تاخیر کرتی تہی نماز ظہر کو اس حد تک کہ منتہی نماز ظہر کا ہو اول وقت عصر کا جیسا کہ دلالت کرتا ہی اسپر لفظ اخر حتی یدخل کا اسلئے کہ لفظ حتی بمعنی الی ہی جیسا کہ دلالت کرتی ہی اسپر روایت آیندہ اور لفظ الی کا موضوع ہی واسطی انتہی ماقبل اپنی کے پس معنی حدیث کی یہہ ہوی کہ حضرت تاخیر کرتے تہی نماز ظہر کو یا بطور کہ منتہی نماز ظہر کا اول وقت ظہر کا ہو اور اسپر دلالت کرتا ہی پہیرنا ضمیر بینہما کا دونوں وقتوں کیطرف دونوں وقتوں کی بیچ حدیث آیندہ کی روایت ہی انس بن مالک سے کہ کہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا عجل السیر یوخر الظہر الی اول وقت العصر فیجمع بینهما ویوخر المغرب حتی یجمع بینهما وبین العشاء حین یغیب الشفق روایت کیا اسکو مسلم نی اور لفظ حین یغیب الشفق کا متعلق ہی ساتہہ یجمع کی بلحاظ صلوۃ عشا فقط جیسا کہ قول اللہ تعالی مین اذا قمتم الی الصلوۃ فاغسلوا وجوهکم وایدیکم الی المرافق اور مثل اسکے بہت ہین اور روایت ہی انس بن مالک سے کہ کہا کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا ارتحل قبل ان تزیغ الشمس اخر الظہر الی وقت العصر ثم نزل فجمع بینهما فان زاغت الشمس قبل ان یرتحل صلی الظہر ثم رکب روایت کیا بخاری اور مسلم اور نسائی اور ابو داود وغیرہم نی پس یہہ حدیث احتمال رکہتی ہی کہ ضمیر بینہما کی پہیری طرف دونوں نمازوں کے یا طرف دونوں وقتوں کی یعنی تاخیر وقت ظہر اور وقت عصر کہ مذکور ہین حدیث مین تو تعین نہوا کہ پہیر جاوی ضمیر طرف دونوں وقتوں کے کہ مذکور ہین حدیث مین پس حق ہی

سے معنے حدیث کی یہہ کہ جمع کیا آنحضرت صلعم نے دونون نمازون کو ایک وقت مین بلکہ دو وقتون مین یعنی آخر وقت ظہر پڑہی اور اول وقت عصر پس دلالت کیا اس حدیث نے جمع صوری پر جیسا کہ دلالت کی گئی جمع صوری پر حدیثین عبد اللہ بن مسعود اور عبد اللہ بن عباس کی اور اسپر دلالت کرتا ہی آخر حدیث کا بہی اسلئی کہ اگر جمع صوری مراد ہوتا آنحضرت کے نزدیک تو بعد ڈہلنی آفتاب کے پڑہ لیتی ظہر اور عصر ہی اور حال آنکہ یہہ حدیث متفق علیہ دلالت کرتی اسپر کہ بعد ڈہلنی آفتاب کے ظہر پڑہ کر سوار ہوجاتی تہی اور یہی روایت عبد اللہ بن واقد سی اور نافع سی کہ کہا ان موذن ابن عمر قال الصلوة قال سر حتی اذا کان قبل غیوب الشفق نزل فصلی المغرب ثم انتظر حتی غاب الشفق فصلی العشاء ثم قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا عجل به امر صنع مثل الذی صنعت فسار فی ذلک الیوم واللیلة مسیرة ثلاث روایت کیا اسکو ابو داود نے اور یہی روایت کی معنی اس حدیث کی ابو داود نی ابن جابر و عیرہ سے کہ وہ روایت کرتے ہین نافع سی اور روایت ہی ابن جابر کہ وہ روایت کرتی ہین نافع سے کہ کہا نافع نی صحبت مع عبد اللہ بن عمر وهو یرید ارضا له فقال نزلنا منزلا فاتاه رجل فقال ان صفية بنت ابی عبید لما بها فلا اظن ان تدرکها فخرج مسرعا ومعه رجل من قریش فسرنا حتی اذا غابت الشمس لم یصل الصلوة وكان عهدی بصاحبی وهو يحافظ على الصلوة فلما ابطأ قلت الصلوة يرحمك الله فما التفت الی ومضى كما هو حتى كان فی اخر الشفق فنزل فصلى المغرب ثم اقام العشاء وقد توارت فصلى بنا ثم اقبل علينا فقال كان رسول الله صلى الله

ایک کام کے خوف ہو اوسکی فوت ہونیکا تو پڑھے یہ نماز

عليه وسلم اذا عجل به امر يصنع هكذا روايت كيا اسكو بخاري نے اور ابو داود نے اور

ہی عطاف سے کہ وہ روایت کرتی ہیں نافع سے کہا نافع نے اقبلنا مع ابن عمر حتى اذا

كنا ببعض الطريق استصرخ على زوجته بنت ابي عبيد فراح مسرعا حتى

غابت الشمس فنودي بالصلوة فلم ينزل حتى اذا امسى فظننا انه نسي

فقلت الصلوة فسكت حتى اذا كاد الشفق ان يغيب نزل فصلى المغرب

وغاب الشفق فصلى العشاء وقال هكذا كنا نفعل مع رسول الله

صلى الله عليه وسلم اذا جد به السير روايت كيا اسكو بخاري نے اور روايت

ہے کثیر سے کہ پوچھا میں نے سالم بن عبد اللہ سے هل كان عبد الله يجمع بين شيء

من صلوته في سفره فذكر ان صفية بنت ابي عبيد كانت

تحته فكتبت اليه وهو في زراعة له اني في اخر يوم من ايام الدنيا

واول يوم من ايام الاخرة فركب فاسرع السير حتى اذا حانت صلوة

الظهر قال له المؤذن الصلوة يا ابا عبد الرحمن فلم يلتفت حتى اذا

كان بين الصلوتين نزل وقال اقم فاذا سلمت فاقم فصلى ثم

ركب حتى اذا غابت الشمس قال له المؤذن الصلوة فقال كفعلك

في صلوة الظهر والعصر ثم سار حتى اذا اشتبكت النجوم نزل ثم قال

للمؤذن اقم فاذا سلمت فاقم فصلى ثم انصرف فالتفت الينا

فقال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا حضر احدكم الامر الذي

يخاف فوته فليصل هذه الصلوة روايت كيا اسكو نسائي نے

اور روايت ہے نافع سے کہا اقبلنا مع ابن عمر فلما كانت تلك

اللَّيْلَةَ سَارَ حَتّٰى اَمْسَيْنَا فَظَنَنَّا اَنَّهُ نَسِيَ الصَّلٰوةَ فَقُلْنَا لَهُ الصَّلٰوةَ فَسَكَتَ وَسَارَ حَتّٰى كَادَ الشَّفَقُ اَنْ يَغِيْبَ ثُمَّ نَزَلَ فَصَلّٰى وَغَابَ الشَّفَقُ فَصَلَّى الْعِشَآءَ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَيْنَا فَقَالَ هٰكَذَا كُنَّا نَصْنَعُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ روایت کیا اسکو نسائی نے پس یہہ حدیثین عبد اللہ بن عمر کی دلالت کرتی ہین اسپر کہ تہا جمع کرنا حضرت کا سفر مین اسطرح پر کہ پہلے نماز کو پڑہتے آخر وقت مین اور دوسرے نماز کو اول وقت مین اور اسیطرح کرتی تہی صحابہ حضرت کے رضوان اللہ علیہم اجمعین اور روایت ہی عمر بن الخطاب سے اَنَّهُ كَتَبَ فِي الْاٰفَاقِ يَنْهَاهُمْ اَنْ يَّجْمَعُوْا بَيْنَ الصَّلٰوتَيْنِ وَيُخْبِرُهُمْ اَنَّ الْجَمْعَ بَيْنَ الصَّلٰوتَيْنِ فِيْ وَقْتٍ وَّاحِدٍ كَبِيْرَةٌ مِّنَ الْكَبَآئِرِ روایت کیا اسکو امام محمد نے اپنی موطا مین پس یہہ حدیث صحیح دلالت کرتی ہی اسپر کہ جمع کرنا دو نمازون کا ایک وقت مین بڑا گناہ ہی اور حضرت عمر نے جوانب و اطراف مین لکہا تو اوسوقت بہت سے صحابہ موجود تہی اور پہر کسی نے انکار نہین کیا پس ثابت احدیث سی اور حدیثون ابن عمر سے کہ جمع کرنا دو نمازون نزدیک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اور صحابہ ونکی بطور جمع صوری کی تہا نہ جمع حقیقی کے جیسا کہ تصریح کیا ہی روایت طبرانی مین اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَآءِ يُؤَخِّرُ هٰذِهٖ فِيْ اٰخِرِ وَقْتِهَا وَيُعَجِّلُ هٰذِهٖ فِيْ اَوَّلِ وَقْتِهَا روایت کیا اسکو طبرانی معجم کبیر مین اور یہی مذہب ہی امام اعظم اور امام ابو یوسف اور امام محمد اور حسن بصری اور ابراہیم نخعی اور سفیان ثوری اور اسود اور علقمہ اور مکحول اور محمد بن سیرین اور جابر بن زید اور لیث بن سعد اور عمرو بن

دینار اور عمر بن عبد العزیز اور سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کا کہ یہ سب
تابعین کبار سی ہین سوای صاحبین کی اور یہی مذہب ہے عمر بن الخطاب اور
اور عبد اللہ بن مسعود اور عبد اللہ بن عباس اور عبد اللہ بن عمر اور سعد بن ابی وقاص
رضی اللہ تعالی عنہم کا جیسا کہ ذکر کیا ہی ابن شداد نی اپنی کتاب دلایل الاحکام مین
اور امام مالک سے چار قول ہین قول اول مثل قول امام شافعی اور احمد بن حنبل کے ہی
اور قول ثانی جواز جمع کا وقت سببی جلنی کی ہی اور قول ثالث یہہ ہی کہ جمع کرنا
مکروہ ہی اور رابع یہہ روایت ہی اہل مصر کی اور قول چوتہا مثل قول امام اعظم کی ہی اور اسکو
اختیار کیا ہی کتاب تلویح مین کہ اونکی مذہب کے کتاب ہے ذکر کیا اسکو عینی نی بخاری
کی شرح مین اور اسی مذہب کے تایید ہی قرآن شریف مین کہ فرماتا ہی اللہ تعالی جل شانہ
اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَابًا مَّوْقُوْتًا یعنے بلاشبہ نماز
ہی مومنون پر فرض کی گئی سوقت یعنی اپنی اپنی وقتون پر اور جو وہم کرتا کوی تخصیص کا
اس آیۃ کی تخصیص کا سو یہہ وہم غلط اور فاسد اور باطل ہی جیسا کہ ہنین پوشیدہ اوپر
عارف معنی تخصیص کے نزدیک حنفیونکی بلکہ یہان نسخ ہی سو نسخ قطعیہ باطل ہین
کتاب اس لیے قطعیہ ہی پس معارض ہوگی اس آیۃ کی کوی حدیث احاد ہیکے پہر فرمایا اللہ تعالی
نے حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى یعنی محافظت کرو نمازون
پر اور نماز بیچ والی پر سو یہ آیۃ صریح دلالت کرتی ہی اسپر کہ نگاہ رکہو نمازون کو اپنی
اپنی وقتون پر پس مخفی نرہی کہ کسیکو شخص پر کہ ان دونون آیتون کی الفاظ متواتر
اور قطعی ہین اور معنے انکی بہی قطعی ہین اور دلالت کرتی ہین اوپر ثابت ہونے اوقات
معینہ کی اور اسپر بہی اجماع امت کا اور اسپر دلالت کرتی ہین حدیثین وقتون کے

کہ روایت کی گئی ہین صحاح ستہ وغیرہ مین پس ثبوتی اوقات نماز پنجگانہ کی ساتھہ
دلیلون قطعیات قطعیہ یقینیہ کی ہوئی ہین جب تک کہ دلیل جمع کرنی دو نمازون کی
ایکوقت مین قطعی یعنی یقینی ہو تو چھوڑنا ان دلیلون قطعیہ یقینیہ کا درست ہوگا پس
ہرگاہ کہ ہو نہ لی کوئی حدیث صحاح ستہ وغیرہ مین کہ ہون الفاظ اوسکی متواتر معنی اور
اوسکی قطعی دلالت کرنیوالی اسپر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمع کرتی تھی دو نمازون
سفر مین یا مرض مین ایکوقت مین پہر جبکہ ہو وہ حدیث ساتھ سستی اور ضعف سی کی
تو واجب ہی عمل کرنا ان دلیلون قطعیہ یقینیہ مذکورہ پر پہر جو اسباب ان حدیثون کا کہ
سند پکڑا ہی انہون اعتراض کرنیوالون نے تین ۳ وجہ سی ہی وجہ اول یہہ کہ وہ حدیثین
ضعیف ہین قابل سند پکڑنیکی نہین مقابل ان دلیلون قطعیہ یقینیہ کی نہین ہین کیونکہ
حدیث ابن شہاب کی کہ روایت کرتا ہی انس بن مالک سے کہ روایت کیا اوسکو
حاکم اربعین مین ضعیف ہی اسلئے کہ سند اوسکی مین حسان بن عبد اللہ واسطی ہی اور
شخص ضعیف ہے ضعف بیان کیا اسکا دارقطنی نے جیسا کہ کہا اسکو شیخ الاسلام
عینی نے شرح بخاری مین اور بہی حسان بن عبد اللہ واسطی خطا کرنیوالا ہی الفاظ حدیث
کی کہا اسکو عسقلانی نے تقریب مین اور یہی قاعدہ مقرر کیے ہوئے اہل حدیث کی
کہ زیادتی غیر ثقہ کی اور ثقہ کی غیر مقبول ہی اور جبکہ ہوا یہہ شخص ضعیف اور مخطی
پس زیادتی اوسکی اوپر حدیث انس بن مالک کے کہ وہ متفق علیہ ہی غیر مقبول ہوئی
نزدیک اہل حدیث کی اور یہی کہا ابوداود نے نہین کوئی حدیث مضبوط تقدیم وقت
مین جیسا کہ کہا امام زیلعی نے شرح کنز مین ولیس فی تقدیم الوقت حدیث قائم
انتہی اور کہا شیخ الاسلام عینی نے وحکی عن ابی داود انہ لیس فی تقدیم

الوقت حدیث قائمۃ انتہی پس رہا ادعی ابن شہاب کے ناقص ہوئی تین
وجہونسی اور حدیث عبد اللہ بن فضل کے کہ روایت کرتا ہی انس بن مالک سی کہ
روایت کیا اسکو طبرانی نے اوسط مین ضعیف ہی اسلیے کہ سند مین یعقوب بن محمد زہری
ہی اور وہ تہا کثیر الوہم اور روایت کرنیوالا ضعفا سی جیسا کہ کہا عسقلانی نے تقریب مین اور
کہا شیخ الاسلام عینی نے شرح بخاری مین قال صالح بن محمد یحییٰ بن معین ان احادیثہ
یشبہ احادیث الوادی انتہی یعنی حدیثین اس شخص کے مشابہ ہین جنگل کے
حدیثون کی یعنی حدیثین اوسکی اوٹ پٹانگ ہین اور بہی اس حدیث مین زیادتی ہی اوپر حدیث
انس بن مالک کے کہ وہ متفق علیہ ہی پس اس وجہ سی بہی غیر مقبول ہوئی نزدیک اہل
حدیث کی اور بہی کہا ابو داود نی کہ نہین ہی کوئی حدیث مضبوط تقدیم وقت مین یعنی
وقت سی پہلی پڑہ لینی مین پس معنی یہ حدیث بہی مجروح ہین وجہونسی اور حدیث
ابی الطفیل کے حدیث موضوع ہی جیسا کہ کہا امام زیلعی نی شرح کنز مین قال الحاکم حدیث
ابی الطفیل موضوع انتہی اور بہی اس حدیث کی سند مین ہشام بن سعد ہے سو وہ ضعیف ہی
جیسا کہ کہا عسقلانی نے تقریب مین ہشام بن سعد بہت وہم والا ہی اور کہا شیخ الاسلام عینی نی
عمدۃ القاری شرح بخاری مین حدیث ہشام بن سعد رواہ ابو داود وہشام
بن سعد ضعیف ضعفہ یحییٰ بن معین وقال ابو حاتم یکتب حدیثا
ولا یحتج بہ وقال احمد لم یکن بالحفظ انتہی اور حدیث عبد اللہ بن عباس کے بہی کہ
مثل حدیث ابی الطفیل کے ہی ضعیف ہی اسلیے کہ وہ حدیث حسین بن عبد اللہ سے روایت
کی گئی ہی سو وہ ضعیف ہی نہایت کہا شیخ الاسلام نی شرح بخاری مین حکی عن
ابی داود انہ انکر ذلک الحدیث حسین بن عبد اللہ ہذا الا یحتج بحدیثہ

وقال

وقال علی بن المدینی ترکت حدیثه وقال احمد بن حنبل له اشیاء
منکرة وقال ابن سفیان انه ضعیف وقال النسائی انه متروک
الحدیث وقال ابن حبان انه یقلب الاسانید ویرفع المسانید وقال
ابو حاتم انه ضعیف یکتب حدیثه ولا یحتج به انتهی کلام العینی
اور کہا عسقلانی نے تقریب مین کہ حسین بن عبد اللہ ضعیف ہی اور حدیث انس بن مالک
کی کہ روایت کیا اوسکو مسلم نے سو بیان کیا ہمنے احتمال جسکو موافق مذہب جسکے صحیح رکھی
اسواسطے کہ یہہ حدیث انس بن مالک کے اسناد اسکی بیچ زہری ہی اور عادت زہری کی
ادراج ہی کہا یہہ طحاوی و زیلعی و کرمانی وغیرہم نے اور حدیث مدرج کی تفسیر وجہ سے نزدیک
اہل حدیث کی لیئے عمل کیا جاویگا اس حدیث کی احتمال پر مگر اوس احتمال پر کہ موافق
قول اللہ تعالی کے اِنَّ الصَّلٰوةَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَابًا مَّوْقُوْتًا کی ہو اور وجہ دوسری
یہہ ہی کہ روایت ہی ابوذر سی کہ کہا فرمایا مجکو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کَیْفَ اَنْتَ
اِذَا کَانَتْ عَلَیْکَ اُمَرَاءُ یُمِیْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اَوْ یُؤَخِّرُوْنَ عَنْ وَقْتِهَا قُلْتُ
فَمَا تَاْمُرُنِیْ قَالَ صَلِّ الصَّلٰوةَ لِوَقْتِهَا الحدیث روایت کیا اسکو مسلم نے یہہ حدیث
مشتمل ہی تین امور پر امر اول یہہ کہ حکم کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہہ کہ نماز پڑہی
جاوی اپنی وقت پر اور امر دوسرا یہہ کہ معنی اس حدیث کی ظاہر یقینی ہین کہ نہین شک
جسمین ان کے معنوں مین اور امر تیسرا یہہ کہ یہہ حدیث صحیح ہی پس جبتک کہ حدیث جمع کرنے
دو نمازوں کی ایک وقت مین مثل اسکی ہو تینوں امروں مین تو نہ چہوڑا جاویگا عمل کرنا
اسپر کیونکہ جب متعارض ہوتی ہین دو حدیثین تو عمل کیا جاتا ہی بہت قوی حدیث پر پس
جبکہ نہ پائی گئی صحاح ستہ وغیرہ مین کوئی حدیث مثل اس حدیث صحیح کی اور حال یہ کہ

یہہ حدیث مؤید ہی قرآن شریف سی اور اور حدیثوں سی کہ جو اوپر مذکور ہوئیں تو
واجب ہوا عمل کرنا اس حدیث صحیح پر اور وجہ تیسری یہہ ہی کہ ادنی درجہ اس باب کے حدیثوں کا
یہہ ہی کہ واقع ہوگا تعارض ان حدیثوں میں اور اون حدیثوں میں اور قاعدہ مقرر یہہ ہو چکا ہی
اصول میں کہ جب متعارض ہوں دو دلیلیں تو ساقط ہو جاتی ہیں اور جبکہ ساقط ہوئیں
دونوں طرف کے حدیثیں تو باقی رہا ہماری لئی قرآن شریف کہ وہ قول اللہ تعالی کا ہی
إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَابًا مَّوْقُوْتًا اور قول اللہ تعالی کا حَافِظُوْا
عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى اور باقی رہیں ہمارے لئی حدیثیں اوقات نماز کی کہ
روایت کی گئیں ہیں صحاح ستہ وغیرہ میں اور تائید کرتا ہی اس مضمون کو قول نووی کا
وَهٰذَا الْحَدِيْثُ أَصْلٌ مِّنْ أُصُوْلِ الْإِسْلَامِ وَقَاعِدَةٌ عَظِيْمَةٌ مِّنْ قَوَاعِدِ الْفِقْهِ
وَهِيَ أَنَّ الْأَشْيَاءَ يُحْكَمُ بِبَقَائِهَا عَلٰى أُصُوْلِهَا حَتّٰى يُتَيَقَّنَ خِلَافُ ذٰلِكَ
انتہی پس جبکہ ہوا اصل اوقات نماز پنجگانہ کا ثابت ساتھہ دلیلوں قطعیہ کی تو نہ چھوڑا
جاویگا اصل وقتوں کو جبتک کہ نہ یقین ہو اوسکی خلاف کا اور مؤید ہی یہی مذہب بعض
واصحاب مالک کا بایں طور کہ اگر پڑھی کوئی شخص نمازوں کو اونکی اوقات میں تو ہوگا یہہ شخص
ادا کرنیوالا نمازوں کا بالاجماع اور اگر جمع کری کوئی شخص دو نمازوں کو ایکوقت میں
تو اگر ہو یہہ جمع جائز نزدیک اللہ تو ہوگا یہہ شخص ادا کرنیوالا نماز کا اور اگر ہو یہہ جمع
غیر جائز تو ہوگا وہ تاخیر کرنیوالا نماز کا اوسکی وقت سے قصدًا اور جو شخص تاخیر کری نماز
کو اوسکی وقت سی قصدًا تو اوسکا حکم شرع شریف میں مذکور ہی مسئلہ
چھٹا بیچ بیان رفع یدین کی شبہ کرتی ہیں بعضی لوگ بایں طور کہ روایت
ہی عبداللہ بن عمر سی رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ

یدیه حتی یحاذی منکبیه وقبل ان یرکع واذا رفع من الرکوع
ولا یرفعهما بین السجدتین روایت کیا اسکو مسلم وغیرہ نی اور روایت ہی
وائل بن حجر سی کہ انه رای النبی صلی اللہ علیه وسلم رفع یدیه حین دخل
فی الصلوة کبر ثم التحف بثوبه ثم وضع یده الیمنی علی الیسری
فلما اراد ان یرکع اخرج یدیه من الثوب ثم رفعهما وکبر فرکع
فلما قال سمع اللہ لمن حمده رفع یدیه فلما سجد سجد بین
کفیه روایت کیا اسکو مسلم وغیرہ نی اور روایت ہی مالک بن حویرث سے
کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم اذا کبر رفع یدیه حتی
یحاذی بهما اذنیه واذا رفع راسه من الرکوع فقال سمع اللہ لمن
حمده فعل مثل ذلک نقل کیا اسکو بخاری ومسلم نی پس یہ حدیثین صحیح صریح دلالت
کرتی ہین رفع یدین پر وقت تکبیر تحریمہ اور رکوع کرنیکی اور اوٹھنی کے رکوع سے
اور یہی مذہب ہے بعضی اہل علم کا صحابہ اور تابعین مین سے جیساکہ کہا ترمذی نے جامع
ترمذی مین اور یہی مذہب ہی امام شافعی اور احمد بن حنبل اور اسحق وغیرہم کا اور ہم
نہین جانتی کہ حنفیون نے کونسی حدیث سی معلوم کیا ہی کہ رفع یدین نہ کیجیے سواے
تکبیر تحریمہ کی نماز مین سو جواب اس شبہ کا یہہ ہی کہ کہا ابو بکر بن ابی شیبہ نی کہ وہ شیخ
بخاری اور مسلم کا ہی کتاب اپنی مین کہ نام اوسکا مصنف ہی حدثنا وکیع عن ابن
ابی لیلی عن الحکم وعیسی عن عبد الرحمن بن ابی لیلی عن البراء بن عازب
ان النبی صلی اللہ علیه وسلم کان اذا افتتح الصلوة رفع یدیه ثم لا
یرفعهما حتی یفرغ اور روایت کیا اسکو دارقطنی اور ابو داود اور طحاوی وغیرہم نے

پس یہہ حدیث صحیح ہی اسلئے کہ راوی اسکے راوی حدیث صحیح کے ہین کیونکہ حکم
اور عبد الرحمن بن ابی لیلے ترمذی کی سند صحیح مین ہین کہ کہا ترمذی نی حدثنا
احمد بن محمد بن موسی قال اخبرنا عبد اللہ ابن المبارک قال اخبرنا شعبۃ
عن الحکم عن عبد الرحمن بن ابی لیلے عن البراء بن عازب قال کانت صلوۃ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحدیث پہر کہا ترمذی نی حدیث البراء
حدیث حسن صحیح انتہی اور ابن ابی لیلے بہی ترمذی کی صحیح سند مین ہی کہ کہا ترمذی
نے حدثنا ہناد قال اخبرنا ہشیم عن ابن ابی لیلی عن عطاء عن ابن عباس
قال یرفع الحدیث انہ کان یمسک عن التلبیۃ فی العمرۃ اذا استلم
الحجر اور کہا ترمذی نی ہذا حدیث حسن صحیح انتہی اور وکیع ثقہ ہی
کبار تبع تابعین سے اور حافظ اور عابد اور استاذ امام شافعی کا اور روایت کرتے ہین
اوسی صحاح ستہ والی اور یہہ حدیث عبد الرحمن ابن ابی لیلے سی سوا اس سند کی اور
سندون سی بہی ابو داود اور طحاوی وغیرہما نی روایت کی ہی غرضکہ یہہ حدیث
حسن ہی بسبب کثرت طرق کی اور صحیح ہی بسبب صحت سند کی اور کہا ترمذی نے حدثنا
ہناد قال اخبرنا وکیع عن سفیان عن عاصم بن کلیب عن
عبد الرحمن بن الاسود عن علقمۃ قال قال عبد اللہ بن مسعود
الا اصلی بکم صلوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصلی فلم یرفع
یدیہ الا فی اول مرۃ اور روایت کیا اسکو طحاوی اور ابو داود اور ابو بکر بن
ابی شیبہ وغیرہم نے اور یہہ حدیث صحیح ہی اسلئی کہ راوی اس حدیث کے راوی حدیث
صحیح کی ہین کیونکہ ہناد سند صحیح ترمذی مین ہی چنانچہ اوپر مذکور ہوچکی اور حال وکیع کا

گذر چکا ہی اور سفیان ثوری ثقہ اور حافظ اور عابد اور امام اور حجت اور فقیہ اور مجتہد
اور کبار تبع تابعین سے ہی اور عاصم بن کلیب سند صحیح ترمذی کی مین ہے کہا ترمذی نی
حدثنا ابو کریب قال اخبرنا عبد اللہ بن ادریس عن عاصم بن کلیب
عن ابیہ عن وائل بن حجر قال قدمت المدینۃ الحدیث اور کہا ترمذی نے
ھذا حدیث حسن صحیح انتھی اور کہا ابو داود نے کہ تہا عاصم بڑی عبادہ کرنیوالے
سے اور تہا افضل اہل کوفہ کا اور کہا بخاری وغیرہ نے کہ عاصم تابعی ہی اسیطرح
کہا شیخ ابن ہمام نی فتح القدیر مین اور عبد الرحمن بن اسود ثقہ ہی تابعی اور روایت کرتے
ہین اوس سی اصحاب صحاح ستہ وغیرہم اور علقمہ بہی ثقہ ہے اور فقیہ اور عابد اور
کبار تابعین سے روایت کرتے ہین اوس سی صحاح ستہ والی اور عبد اللہ بن مسعود کبار
صحابہ سی تابعین اون سی ہی ہین اور مجتہد فقیہ اور اونکی مناقب بہت حدیثوں مین مذکور ہین اور
کہا نسائی نی اخبرنا سوید بن نصر قال حدثنا عبد اللہ بن المبارک
عن سفیان عن عاصم بن کلیب عن عبد الرحمن بن الاسود عن علقمۃ
عن عبد اللہ ابن مسعود قال الا اخبرکم بصلوۃ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم فقام فرفع یدیہ اول مرۃ ثم لم یعد پس یہ حدیث بہی
صحیح ہی اور راوی اسکی سبکی سب ثقہ ہین جیسا کہ گذرا بیان اسکا اوپر سوائی سوید
بن نصر کی اور وہ ثقہ ہے جیسا کہ تقریب مین مذکور ہی اور سوائی عبد اللہ بن المبارک
سو وہ ثقہ اور امام اور فقیہ اور مجتہد اور روایت کرتے ہین اون سی صحاح ستہ
وغیرہ کی لوگ اور کہا ابو بکر بن شیبہ نے کہ وہ شیخ بخاری و مسلم کا ہی کتاب اپنی مین کہ
نام اوس کا مصنف ہے حدثنا حماد عن ابراھیم عن علقمۃ عن عبد اللہ

قال صلیت خلف النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر وعمر فلم
یرفعوا ایدیہم الا عند افتتاح الصلوۃ اس حدیث کی اسناد صحیح ہیں اور ان
ہی تقریب کی بیان اسکا اور کہا ابو حنیفہ نی حدثنا حماد عن ابراہیم عن علقمۃ
والاسود عن عبد اللہ بن مسعود ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کان لا یرفع یدیہ الا عند افتتاح الصلوۃ ثم لا یعود لشیء
من ذلک پس اسناد احادیث کی صحیح سندون کی ہی لیس یہہ حدیثین دلالت کرتی ہین
اسپر کہ نہین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدین کرتیوالی سوای تکبیر تحریمہ کے
پس حدیثین رفع یدین کی دو بات سی خالی نہین یا تو محمول ہین اوپر سنت ہونی رفع یدین
یا مستحب ہونی اوسکیکی اگر قسم پہلی یعنی محمول ہون سنت ہونی پر تو واقع ہوگا تعارض
درمیان حدیثون رفع یدین اور عدم رفع یدین کی پس ضرور ہوا عمل کرنا ساتہہ حدیثون
صحیح کی پس کہتی ہین ہم کہ حدیثین عدم رفع یدین کی صحیح ہین حدیثون رفع یدین کی سے
اور بیان اسکا یہہ ہی کہ حدیث اصح الاسانید وہ حدیث ہی کہ کہا ہو بعض ائمہ نے
کہ یہہ اسناد اصح الاسانید ہی اور وہ اسناد کہ کہا ہو کسی نی ائمہ حدیث سی کہ وہ اصح
الاسانید ہی وہ تین اسناد ہین ایک ان میں سی اسناد زہری کی سالم سی اور سالم روایت
کرتی ہین عبد اللہ بن عمر سی کہا امام احمد بن حنبل نے کہ یہہ اسناد اصح الاسانید ہی
اور دوسری اسناد محمد بن سیرین کی کہ وہ روایت کرتی ہین عبیدہ بن عمر و سلمانی سی
وہ روایت کرتی ہین علی بن ابی طالب سی کہا علی بن مدینی نی کہ یہہ اسناد اصح الاسانید
اور تیسری اسناد ابراہیم کی علقمہ سی کہ وہ روایت کرتی ہین عبد اللہ بن مسعود سی کہا یحیی
بن معین نے کہ یہہ اسناد اصح الاسانید ہی اسیطرح ہی بیچ شرح نخبۃ الفکر کے اور نزدیک

کوئی حدیث باب رفع الیدین اور عدم رفع الیدین مین اسناد محمد بن سیرین کیسی ہی
باقی رہین اصح الاسانید مین سی دو اسناد اس باب کی حدیثون مین پس کہتی ہین ہم کہ
ان دونون اسنادون مین سی کہ اصح الاسانید مین اسناد ابراہیم کا اصح ہی اسناد
زہری کی سی اور بیان اسکا یہہ ہی اجتمع ابو حنیفة والاوزاعی بمکة فقال الاوزاعی
لابی حنیفة ما بالکم لا ترفعون ایدیکم فی الصلوة عند الرکوع
وعند الرفع منه فقال ابو حنیفة لانه لم یصح عن رسول الله صلی الله علیه وسلم
فی ذلک شیء فقال کیف لم یصح وقد حدثنی الزهری عن سالم عن
ابیه عن رسول الله صلی الله علیه وسلم انه کان یرفع یدیه اذا افتتح
الصلوة وعند الرکوع فقال له ابو حنیفة حدثنا حماد عن ابراهیم
عن علقمة والاسود عن عبد الله بن مسعود ان رسول الله صلی
الله علیه وسلم کان لا یرفع یدیه الا عند افتتاح الصلوة ثم
لا یعود بشیء من ذلک فقال الاوزاعی احدثک عن الزهری عن
سالم عن ابیه عن النبی صلی الله علیه وسلم وتقول حدثنی
حماد عن ابراهیم فقال له ابو حنیفة کان حماد افقه من الزهری وکان
ابراهیم افقه من سالم وعلقمة لیس بدون ابن عمر فی الفقه وان
کانت لابن عمر صحبة وللاسود فضل کثیر وعبد الله عبد الله له
فضل کثیر فی الفقه وحق الصحبة من صغره عند النبی صلی
الله علیه وسلم علی عبد الله بن عمر فسکت الاوزاعی انتهی
یہہ سند مین ہی ور فع الصدرین اور مقرر ہوا ہی قاعدہ اصول حدیث و تقدیم کہ جب

متعارض ہون دو حدیثین تو ہوگا عمل ساتہہ اوس حدیث کی کہ ہو سند اوسکی صحیح دوسرے حدیث کی سند سے پس واجب ہوا عمل کرنا عدم رفع یدین کی حدیثون پر پس یہہ ایک وجہ ہی ترجیح کی باب عدم رفع مین اور دوسرے وجہ یہہ ہے کہ فرض کیا ہمنی کہ قوت صحت حدیثون رفع یدین کی برابر ہی حدیثون عدم رفع یدین کی پس اس صورت مین تعارض واقع ہوگا بغیر ترجیح کی پس جبکہ تعارض واقع ہوا تو ساقط ہوئین دونون طرف کی حدیثین اور نہ رہی کوئی حدیث کہ دلیل پکڑی جاوی ساتہہ اوسکی رفع یدین اور عدم رفع یدین پر پس باقی رہیگی نماز اپنی اصل پر کہ وہ سکون ہی بالاجماع جیسا کہ کہا ابن ہمام نی فتح القدیر مین بل ہو مجمل السکون الّذی ہو طریق ما اجمع علیہ فی الصلوٰۃ اتّفاقی اور یہہ بات ظاہر ہی ہر ایک کے نزدیک کہ اگر نہ آتی حدیث رفع یدین کی تو نہ اوٹہایا جاتا ہاتہہ جیسا کہ نہیں آئی ہی کوئی حدیث ہاتہہ ہلانی کی سو یہہ نماز مین تو نہین جانی ہی ہاتہہ رکہنا سنت جان کر یا مستحب جان کر اور ہی اصل پر دلالت کرتی ہی حدیث اسکنوا فی الصلوٰۃ کی اور قول اللہ تعالے کا قوموا للہ قانتین اور یہی تائید کرتی ہی عدم رفع یدین پر حدیث عبد اللہ بن عباس کی کہ کہا اونہون نے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا ترفع الایدی فی شیء الا فی سبع مواطن فی افتتاح الصلوٰۃ وفی العیدین وعند استلام الحجر وعلی الصفا والمروۃ وعند عرفات وعند جمع وعند رمی الجمار روایت کیا اسکو بیہقی نی پس اگر رفع یدین نماز مین سنت ہوتا تو مذکور ہوتا اس حدیث مین پس رفع یدین کرنا سنت جانکر مخالف اس حدیث کی ہی ہوا اور اگر تسلیم کرین ہم دوسرے یعنی محمول ہون حدیثین رفع یدین کی استحباب پر تو جواب اسکا کتنی وجہون سی ہی

وجہ اول

وجہ اول یہ ہے کہ کہا ابوبکر بن ابی شیبہ نے کہ شیخ ہیں بخاری و مسلم وغیرہما کا بیچ
کتاب مصنف میں اخبرنا قتیبۃ بن سعید عن الاعمش عن المسیب بن رافع عن
تمیم بن طرفۃ عن جابر بن سمرۃ قال خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ونحن رافعوا ایدینا فی الصلوۃ فقال ما بال رافعی ایدیہم
فی الصلوۃ کانہا اذناب خیل شمس اسکنوا فی الصلوۃ اور کہا مسلم نے بیچ باب
الامر بالسکون فی الصلوۃ والنہی عن الاشارۃ بالید ورفعہا عند
السلام واتمام الصفوف الاول والتراص فیہا یہ کہا مسلم نے بیچ صحیح
مسلم کے حدثنا ابوبکر بن ابی شیبۃ وابوکریب قالا اخبرنا ابو
معاویۃ عن الاعمش عن المسیب بن رافع عن تمیم بن طرفۃ عن
جابر بن سمرۃ قال خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال
مالی اراکم رافعی ایدیکم کانہا اذناب خیل شمس اسکنوا فی
الصلوۃ قال خرج علینا فرانا حلقا فقال مالی اراکم عزین قال
ثم خرج علینا فقال الا تصفون کما تصف الملئکۃ عند ربہا
فقلنا یا رسول اللہ وکیف تصف الملائکۃ عند ربہا قال یتمون
الصفوف الاول ویتراصون فی الصف حدثنا
ابوکریب قال اخبرنا ابو زائدۃ عن مسعر قال حدثنی عبید
اللہ عن جابر بن سمرۃ قال کنا اذا صلینا مع رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فقلنا السلام علیکم ورحمۃ اللہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ
واشار بیدہ الی الجانبین فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

علام تومؤن بایدیکم کانها اذناب خیل شمس انما یکفی احدکم ان یضع یدیه علی فخذیه ثم یسلم علی اخیه من علی یمینه وشماله

حدثنا القاسم قال اخبرنا عبید بن موسی عن اسرائیل عن فرات عن عبید الله عن جابر بن سمرة قال صلینا مع رسول الله صلی الله علیه وسلم فکنا اذا سلمنا قلنا بایدینا السلام علیکم السلام علیکم فنظر الینا رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال ما شانکم تشیرون بایدیکم کانها اذناب خیل شمس اذا سلم احدکم فلیلتفت الی صاحبه ولا یومی بیده انتهی کلام مسلم

پس واسطے ثبوت اس باب میں کل دو حدیثیں حدیث تمیم کی اور حدیث عبید الله کی اور ثابت کیا سکون فی الصلوۃ اسکے اور اثبات منصف کو اور تراجم کو تمیم کی حدیث سے اور باقی کو عبید الله کی حدیث سے پس حدیث تمیم کی غیر ہی عبید الله کی حدیث کی کتنے وجھوں سے وجہ اول یہہ ہی کہ حدیث تمیم کی دلالت کرتی ہی اسپر کہ رسول خدا صلی الله علیہ وآلہ وسلم نہ تھی اس نماز میں جسمیں رفع یدین کرتے تھی بلکہ گھر سے آئی اور حدیث عبید الله کی دلالت کرتی ہی اسپر کہ تھی رسول خدا صلی الله علیہ وسلم ساتھہ ہماری نماز میں اور وجہ دوسری یہہ ہی کہ حدیث تمیم کی دلالت کرتی ہی رفع یدین پہ اور حدیث عبید الله کی دلالت کرتی ہی اسپر کہ رفع یدین تہا مظروف نماز کا یعنی اندر نماز کی اور حدیث عبید الله کی دلالت کرتی ہی اسپر کہ یہہ اشارہ تہا مظروف نماز کا اور وجہ چوتھی یہہ ہی کہ حدیث تمیم کی دلالت کرتی ہی اسپر کہ سکون ہو مظروف نماز کا اور حدیث عبید الله کی دلالت کرتی ہی اسپر کہ تہا یہہ اشارہ ساتھہ سلام کی اور سلام ہیں مظروف نماز کا پس اسیطرح ہوا اشارہ

سے ظرف نماز کا اور اسیطرح منع اشارہ کا ہوا مظروف نماز کا لیس ان دو حدیثون سے ثابت
ہوا کہ حدیث مسلم کی اور محل مین ہی اور حدیث عبد اللہ کی اور محل مین ہی پس تعارض نہوا
اب ہم خدا تعالی کی توفیق سے کہتے ہین کہ رفع یدین مظروف نماز کا ہی تھا اور کچھ مدت تک ہوتا رہا
بعد اسکے کہین بسبب نسخ ہوا تمکی حدیث سی پس منسوخ ہوئی اس سے کہ حدیث
ہی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یرفع یدیہ عند کل
تکبیرۃ روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور وجہ دوسری یہہ ہی کہ حدیث عبد اللہ بن
مسعود کی الا اصلی بکم صلوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فصلی فلم یرفع یدیہ الا فی اول مرۃ روایت کیا اسکو ترمذی نے اور ابوداود اور نسائی نے
اور طحاوی نے اور ابوبکر بن ابی شیبہ نے اور غیرہم نے دلالت کرتی ہی اسی نسخ پر کیونکہ نماز پڑہکر
عبد اللہ بن مسعود نے اون لوگونکو دکہانیکی لیے کہ نہین جانتے تھی نماز رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کی پس ظاہر ہی کہ نماز عبد اللہ بن مسعود مشتمل ہوگی اوپر تمام فرائض
واجبات اور سنتون اور مستحبات کے پس جبکہ نہ کیا رفع یدین کو نماز مین اور پہر کہا
کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یرفع یدیہ الا عند افتتاح الصلوۃ
ثم لا یعود تو ثابت ہوا یہہ کہ نہین ہی یہہ رفع یدین نماز کی مستحبات اور سنن سے بین
اور وجہ تیسری یہہ ہی کہ جبکہ ہوئین حدیثین رفع یدین کی محمول استحباب پر اور
حدیثون عدم رفع یدین کیسی دلالت کیا اسکی نسخ پر تو ادنی مرتبہ یہہ حاصل ہوا کہ وقت
عدم رفع یدین کے ہوا ادا نماز بطریق سنت کے اور وقت رفع یدین کی ہوا ادا نماز کا
ساتھ احتمال حصول استحباب کے اور خوف ترک سنت کے اور جو مستحب کہ لازم آتا ہو اوسکو
کرنیسی ترک سنت تو واجب ہی ترک کرنا اوس مستحب کا واسطی حاصل کرنی سنت کے

اور وجه چوتهی یهه هی که جبکه هوئین حدیثین رفع یدین کی محمول استحباب پر تو هوگا
ادا نماز کا ساتهه رفع یدین کی اور بغیر رفع یدین کی بطریق سنت بلا شبه اور جبکه
اوین حدیثین نسخ هونی رفع یدین کی تو فرض کیا همنی که اقل مرتبه یهه هی که واقع هوا
هیچ ادا نماز کی بطریق سنت کی وقت رفع یدین کی اور متیقن رها ادا نماز کا بطریق سنت
وقت عدم رفع یدین کی پس ترک رفع یدین کا واجب هوا ساتهه حدیث حسن بن علی ابن ابی طالب
کی که کها قال رسول الله صلی الله علیه وسلم دع ما یریبک الی ما لا یریبک
روایت کیا اسکو ترمذی وغیره نی اور کها ترمذی نی هذا حدیث حسن صحیح یهه تحقیق تو اون حدیثوں کی هوئی
که جو روایت کی گئی هین رسول خدا صلی الله علیه وسلم سی اب آپ کی آثار صحابه سنو روایت هی عبد الله
بن مسعود سی که کها اونهون نی صلیت مع النبی صلی الله علیه وسلم ومع ابی بکر
وعمر فلم یرفعوا ایدیهم الا عند افتتاح الصلوة روایت کیا اسکو بیهقی
اور ابو بکر بن ابی شیبه اور ابن عدی نی اور یهه روایت اصح الاسانید هی اور روایت
هی اسود سی که کها اونسنی رأیت عمر بن الخطاب یرفع یدیه فی اول تکبیرة ثم
لا یعود روایت کیا اسکو بیهقی اور ابو بکر بن ابی شیبه اور طحاوی نی ساتهه سند صحیح
کها یهه شیخ ابن همام اور ملا علی قاری نی اور روایت هی عاصم بن کلیب سی که وه روایت کرتی هین اپنی
باپ سی ان علیا کان یرفع یدیه اذا افتتح الصلوة ثم لا یعود روایت کیا
اسکو ابو بکر بن ابی شیبه اور طحاوی نی اور امام محمد نی ساتهه سند صحیح کی اور کها عینی نی
شرح کنز مین که کها ابن مسعود نی صلیت خلف النبی صلی الله علیه وسلم وابی بکر وعمر رضی الله عنهما
فلم یرفعوا ایدیهم الا عند افتتاح الصلوة انتهی اور روایت کیا امام
محمد نی حماد سی اونسنی ابراهیم نخعی سی اونسنی اسود سی ان عبد الله بن مسعود

كان يرفع يديه في أول تكبيرة ثم لا يعود إلى شيء من ذلك ويأثر ذلك
عن رسول الله صلى الله عليه وسلم اور یہ حدیث ثابت صحیح ہے اور روایت ہے [illegible]
سے کہا كان عبد الله لا يرفع يديه في شيء من الصلوات إلا في افتتاح
الصلوة روایت کی بیہقی نے ساتھ سند صحیح کے اور روایت ہے عبد اللہ بن مسعود سے کہا
أخبركم ألا أصلي بكم صلوة رسول الله صلى الله عليه وسلم فصلى
ولم يرفع يديه إلا في أول مرة روایت کیا اسکو ترمذی وغیرہ نے اور روایت کیا
محمد نے محمد بن ابان سے انہوں نے عبد العزیز بن حکیم سے کہا اونے رأيت ابن عمر يرفع
يديه حذاء أذنيه في أول تكبيرة افتتاح الصلوة ولم يرفعهما
فيما سوى ذلك اور روایت کیا ابو بکر بن ابی شیبہ نے ابو بکر بن عیاش سے اونے
حصین سے اونے مجاہد سے کہا مجاہد نے ما رأيت ابن عمر يرفع يديه إلا في
أول ما يفتتح الصلوة اور روایت کیا اسکو طحاوی نے اور یہ حدیث صحیح ہے کہا امام
عینی نے شرح بخاری میں اور کہا زیلعی نے اور [illegible] صحبت ابن عمر
عشر سنين فما رأيته يرفع يديه في شيء من الصلوات إلا في التكبيرة
الأولى اور روایت ہے محمد بن ابی یحیی سے کہا اونے صليت إلى جنب عبد الله
ابن الزبير فجعلت أرفع يدي في كل رفع وخفض قال يا ابن أخي إنك
ترفع في كل رفع وخفض وإن رسول الله صلى الله عليه وسلم
كان إذا افتتح الصلوة رفع يديه ثم لا يرفع في شيء حتى فرغ روایت
کیا اسکو بیہقی نے خلافیات میں اور روایت کیا مسند میں ابو حنیفہ نے حماد سے اونے
ابراہیم نخعی سے أنه قال في وائل بن حجر أنه أعرابي لم يصل مع النبي صلى الله

عليه وسلم صلوة ارى قبلها قط فهو اعلم من عبد الله واصحابه حفظ
ولم يحفظ اليعنى رفع اليدين عند الركوع يہہ حديث اصح الاسانيد ہی اور
روايت کيا طحاوی نے احمد بن داود سے اونہوں نے مسدد سے اونہوں نے خالد بن عبد الله سے اونہوں نے
حصين سے اونہوں نے عمرو بن مره سے کہا اونہوں نے دخلت مسجد حضرموت فاذا علقمة
بن وائل يحدث عن ابيه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان
يرفع يديه عند الركوع وبعده فذكرت ذلك لابراهيم فغضب
وقال راه هو ولم يره ابن مسعود ولا اصحابه اور روايت کی امام محمد نے
موطا ميں يعقوب بن ابراهيم سے يعنی امام ابو يوسف سے اور اونہوں نے حصين بن عبد الرحمن سے
کہ کہا اونہوں نے دخلت انا وعمرو بن مرة على ابراهيم قال عمرو حدثني علقمة
بن وائل الحضرمي عن ابيه انه صلى مع النبي صلى الله عليه وسلم فراه
يرفع يديه اذا كبر واذا ركع واذا رفع قال ابراهيم ما ادري لعله
لم ير النبي صلى الله عليه وسلم الا ذلك اليوم فحفظ هذا منه
ولم يحفظ ابن مسعود ولا اصحابه ما سمعته من احد منهم انما كانوا
يرفعون ايديهم في بدء الصلوة حين يكبرون يہہ حديث کہ ساتہہ
سند وں صحيحہ کے ہی دلالت کرتی ہی اوپر عمومی اجماع صحابہ زمانہ اوسکی عدم
رفع يدين پر اور اسطرح تصريح کی ہی ملا علی قاری نے بہی شرح موطا ميں يا بيں عبارت
ولا اصحابه اى ولا سائر اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم ما سمعته اى هذا
الرفع الزائد من احد منهم اى من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم انما كانوا
اى الصحابة يرفعون ايديهم في بدء الصلوة حين يكبرون اى للتحريمة

فقط وهذا بمنزلة دعوى الاجماع انتهى کلام القاری یہ مضمون صحا
اسی طرح حال تابعین کا روایت ہی جابر سے ان الاسود وعلقمة كانا يرفعان
ايديهما اذا افتتحا ثم لا يعودان اور روایت ہی طلحہ سے ان ابراهيم وخيثمة
لا يرفعان ايديهما الا في بدء الصلوة اور روایت حصين بن مغیرہ سے کہا
ابراہیم نخعی نے لا ترفع يديك في شيء من الصلوة اور روایت ہی
بن عیاش سے اور راوی عبد الملک سے کہا اونہوں نے رأيت الشعبي وابراهيم وابا
اسحق لا يرفعون ايديهم الا حين يفتتحون الصلوة روایت ہی ربیع اور
اسامہ سے اونہوں نے شعبہ سے کہا ابو اسحق نے كان اصحاب عبد الله واصحاب
علي لا يرفعون ايديهم الا في افتتاح الصلوة روایت کیا ان سبھوں کو
ابو بکر بن ابی شیبہ نے کہ استاد ہی بخاری اور مسلم کا مصنف اپنی مین بیچ باب ترک
رفع یدین کی اور کہا طحاوی نے معانی الآثار میں حدثني ابن ابي داود قال اخبرنا
احمد بن يونس قال حدثنا ابو بكر بن عياش قال ما رأيت فقيها
قط يفعله يرفع يديه في غير التكبيرة الاولى یہ روایت صریح دلالت
کرتی ہی اوپر دعوی اجماع تابعین مجتہدین کی عدم رفع یدین پر بس جبکہ ہوئیں
حدیثیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی دلالت کرنیوالی اوپر عدم رفع یدین کی سوا
تکبیر تحریمہ کی پھر اجماع صحابہ کا پھر اجماع تابعین کا اسپر جیسا کہ اوپر گذرا تو قائل ہوئی
ساتھ اسکی ائمہ امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف اور امام محمد اور امام مالک اور سوای
انکی کہا عینی نے شرح بخاری میں وعند ابي حنيفة واصحابه لا يرفع يديه
الا في التكبيرة الاولى وبه قال ابراهيم النخعي وسفيان الثوري وعامر

الشعبی وابو اسحاق سبیعی وعبد الرحمن بن ابی لیلی وعلقمہ بن قیس
واسود بن یزید وعاصم بن کلیب والمغیرة وخیثمة ووکیع ومالک فی
روایة وھو المشہور من مذھبہ وھو المعمول عند اصحابہ انتہی کلام
العینی اور کہا ابن ملک نے شرح صحیح مسلم میں وھو اشہر الروایات عند مالک انتہی
اور کہا خوارزمی نے مسند میں والدلیل علی ان حدیث رفع الیدین
حدیث رواتہ مدنیون ومالک بن انس المدنی لم یاخذ بہ
ولم یعمل بہ وانہ اعلم بروایة اھل بلدہ من غیرہ انتہی حاصل
غرض خوارزمی کا یہ ہے کہ حال عبد اللہ بن عمر کی حدیث کا تو یہ ہے کہ جو معلوم ہوا کہ راوی
اوسکے مدنی ہیں اور امام مالک باوجود مدنی ہونیکے اوسپر عمل نہیں کیا حال آنکہ وہ
اکابر المحدثین ہیں اور یہ معارض ہے ساتھ فعل عبد اللہ بن عمر کی اور وائل بن حجر
نے نہیں دیکھا حضرت کو مگر ایکبار جیسا کہ ابو داود کی حدیث سے معلوم ہوتا
پس انکی حدیث کا نہیں اعتبار ہے مقابلہ میں حدیث عبد اللہ بن مسعود کی اسلئے کہ
عبد اللہ بن مسعود فقیہ اور مجتہد اور آنحضرت کے ساتھ ملازم رہا اول سے آخر تک
اونکو حال احکام یا ترکہا آنحضرت سے ہی ایکبار کی دیکھنی والیکو کب ہے اور حدیث مالک
بن حویرث کی کہ رفع یدین پر دلالت کرتی ہے سو وہ مجروح ہے جہت نضر بن عاصم اور
خالد بن مہران کیسے اور حدیث ابی حمید ساعدی کی کہا بعض نے کہ وہ صحیح ہے
لیکن امام طحاوی نے مجروح کیا اوسکو معلل کرکے اور جرح مقدم ہوتی ہے اوپر تصحیح کے
ایسا ہوا اعتبار اوسکا بھی اور باقی حدیثیں باب رفع یدین کی سب ضعیف ہیں جیسا کہ
مخفی نہیں ہے اوپر ماہر اسماء الرجال کے جاننے والے پر پس یہہ طریقہ جرح کا اور طرح

اتی

طرح ہی سوای طرحون مذکورہ کی وما علینا الا البلاغ المبین ○

ساتوان مسئلہ بیچ بیان اسکی کہ بسم اللہ آیۃ سورہ فاتحہ
اور اور سورتون کا ہی یا نہین شبہ کرتی ہین بعضی لوگ بانیطور کہ
روایت ہی انس بن مالک سے کہا بینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ذات یوم بین اظہرنا اذ اغفی اغفاءۃ ثم رفع رأسہ متبسما
فقلنا ما اضحکک یا رسول اللہ قال انزلت علی آنفا سورۃ
فقرأ بسم اللہ الرحمن الرحیم انا اعطیناک الکوثر فصل لربک
وانحر ان شانئک هو الابتر اور کہا نووی نے شرح مسلم مین وحجۃ
اصحابنا ومن قال انها آیۃ من الفاتحۃ انما کتبت فی المصحف
بخط المصحف وکان هذا باتفاق الصحابۃ واجماعهم علی ان لا
یثبتوا فیہ بخط القرآن غیر القرآن واجمع بعدهم المسلمون کلهم
فی الاعصار الی یومنا واجمعوا علی انها لیست فی اول براءۃ
وانها لا تکتب فیها انتهی پس یہہ حدیث اور اجماع دلالت کرتا ہی اسپر
کہ بسم اللہ ایک آیۃ ہی ہر سورہ کی اور یہی مذہب ہے امام شافعی کا اور یہہ جانتی
ہین کہ امام اعظم نے کسی دلیل سی معلوم کیا ہی کہ بسم اللہ نہین ہی آیۃ
فاتحہ کی اور نہ اور سورتون کی بلکہ وہ جزو قرآن کا ہی سو جواب اس شبہ کا یہہ ہی
کہ روایت ہے ابی ہریرہ کہ کہا سنا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سی کہ فرماتی تھی
قال اللہ تعالی قسمت الصلوۃ بینی وبین عبدی نصفین ولعبدی
ما سأل فاذا قال العبد الحمد للہ رب العالمین قال اللہ حمدنی

عبدی یقول العبد الرحمن الرحیم یقول اللہ تعالی اثنی علی عبدی یقول
العبد مالک یوم الدین یقول اللہ مجدنی عبدی یقول العبد ایاک
نعبد وایاک نستعین یقول اللہ فھذہ الایۃ بینی وبین عبدی
ولعبدی ما سأل یقول العبد اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین
انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین یقول اللہ فھؤلاء
لعبدی ولعبدی ما سأل روایت کیا اسکو امام مالک اور مسلم اور ترمذی وغیرہم
نے پس یہہ حدیث دلالت کرتی ہی اسپر کہ بسم اللہ نہین ہی آیۃ فاتحہ کی اسلیے کہ اللہ تعالی
نے فرمایا کہ نصف سورۂ فاتحہ کا میرے لیے ہی اور نصف میرے بندے کی لیے ہی پہر بیان کیا ان نصفون
کو یا تفصیل کہ وہ نصف فاتحہ کا کہ میرے لیے ہی وہ الحمد سے لیکر نصف آیۃ ایاک نعبد
تک اور وایاک نستعین تک ہی اور ایاک نستعین سے لیکر آخر سورۃ تک بندے کی
لیے ہی پس اس سے دو وجہون دلیل پکڑی جاتی ہی اسپر کہ بسم اللہ آیۃ نہین فاتحہ کی
کی وجہ اول یہہ ہی کہ اللہ تعالی نے بسم اللہ کو دونون نصفون سے خارج کیا اور یہہ منصوص
حدیث کا ہی اور وجہ دوسری یہہ کہ اللہ تعالی نے مقرر کین اپنے لیے تین آیتین پہلیان اور
پہر فرمایا کہ آیۃ ایاک نعبد کی مشترک ہی درمیان میرے اور درمیان بندے میرے کے اور یہہ بعد اسکی
فرمایا کہ یہ ہی بندے کا اھدنا الصراط المستقیم آخر تک اور یہہ اشارہ کیا ساتھ لفظ
ہؤلاء کی کہ جمع کی لیے ہی پس ضرور ہوا کہ ہوں مشار الیہ مین آیتین پس ہونگی سورت مین سات
آیتین اور روایت ہی ابی سعید مولی عامر کیسی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نادی ابی ابن کعب وھو یصلی فلما فرغ من صلوتہ لحقہ فوضع یدہ علی یدہ
وھو یرید ان یخرج من باب المسجد فقال انی لارجوا ان لا تخرج من

الْمَسْجِدِ حَتّٰی نُعَلِّمَ مَا اُنْزِلَ فِی التَّوْرٰیةِ وَلَا فِی الْاِنْجِیْلِ وَلَا فِی الْفُرْقَانِ مِثْلُهَا
قَالَ اُبَیٌّ فَجَعَلْتُ اُبْطِئُ فِی الْمَشْیِ رَجَاءَ ذٰلِكَ ثُمَّ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ السُّوْرَةُ
الَّتِیْ وَعَدْتَنِیْ بِهَا فَقَالَ كَیْفَ تَقْرَاُ اِذَا افْتَتَحْتَ الصَّلٰوةَ فَقَالَ فَقَرَاْتُ عَلَیْهِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اِلٰی اٰخِرِهَا فَقَالَ رَسُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ
عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هِیَ هٰذِهِ السُّوْرَةُ وَهِیَ السَّبْعُ الْمَثَانِیْ وَالْفُرْقَانُ الْعَظِیْمُ الَّذِیْ
اُعْطِیْتُ روایت کیا اسکو امام مالک نے اپنی موطا میں اور روایت کیا بخاری نے ابی
سعید بن معلی سے مانند اسکی پس یہہ حدیث صحیح صریح دلالت کرتی ہے اسپر کہ بسم اللہ نہیں ہے
آیۃ فاتحہ کی دو وجہوں سے وجہ اول یہہ ہے کہ حضرت نے الحمد للہ رب العلمین آخر تک کو فرمایا
کہ یہہ وہی سورہ ہے جو مجھے وعدہ کیا تھا یا منتظر رکہ نکل تو مسجد سے یہاں تک کہ سکھی
تو وہ سورہ کہ نہیں اوتاری گئی ہے توراۃ اور انجیل اور فرقان میں مثل اسکی اور وجہ
دوسرے یہہ ہے کہ آنحضرت نے الحمد للہ رب العلمین آخر تک کو سبع مثانی فرمایا
یعنے سات آیتیں پس اگر بسم اللہ آیۃ مانی جاوے فاتحہ کی تو ہوگا خلاف اس حدیث صحیح کا اور
اجماع امت کا کیونکہ منعقد ہوا ہے اجماع اسپر کہ آیتیں سورہ فاتحہ کی سات ہیں اور روایت
ہے ابی ہریرہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اُمُّ الْقُرْاٰنِ
وَاُمُّ الْكِتَابِ وَالسَّبْعُ الْمَثَانِیْ روایت کیا اسکو ابو داود وغیرہ نے پس یہہ حدیث
دلالت کرتی ہے اسپر کہ ام الکتاب و سبع المثانی الحمد للہ رب العلمین آخر تک
ہے نہیں ہے بسم اللہ آیۃ اسکی اور روایت ہے انس بن مالک سے كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی
اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ یَفْتَتِحُوْنَ الصَّلٰوةَ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ
الْعٰلَمِیْنَ روایت کیا اسکو ترمذی نے اور کہا یہہ حدیث صحیح ہے اور روایت ہے انس

بن مالک سے صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر و عمر و
عثمان فلم اسمع احدًا منہم یقرأ بسم اللہ الرحمن الرحیم روایت کیا
اسکو مسلم وغیرہ نے پس یہہ حدیث صحیح دلالت کرتی ہی اسپر کہ بسم اللہ شریف نہی آیۃ فاتحہ کی کیونکہ
اگر ہوتی آیۃ فاتحہ کی تو پڑہتی اوسکو ساتہہ فاتحہ کی اور حدیث صحیح دلالت کرتی ہی اسپر کہ بسم اللہ شریف
نہی آیۃ ادہر سورتون کی ہی اور یہی ہی مذہب [illegible] امام شافعی [illegible]
کہا عینی نے شرح بخاری میں الاصح انہ زعم الشافعی انہا آیۃ من کل سورۃ وما
سبقہ الی ھذا القول احد لان الخلاف بین السلف انما ھو فی انہا آیۃ
من الفاتحۃ او لیست بآیۃ منہا ولم یعدہا احد آیۃ من سائر السور
انتہی اور کہا زیلعی نے شرح کنز میں قال بعض اہل العلم من جعلہا آیۃ من کل
سورۃ فقد خرق الاجماع لانہم لم یختلفوا فی غیر سورۃ الفاتحۃ
فی انہا لیست بآیۃ من السور انتہی پس ثابت ہوا اس اجماع سی کہ بسم اللہ شریف نہی
آیۃ سورتون کی اور ثابت ہوا ان حدیثون مذکورہ سی کہ بسم اللہ شریف نہی آیۃ فاتحہ کی پس
واجب ہوا کہنا ساتھہ دلیل قوی کی اور کہتے ہین [illegible] کہ حدیث انس سے کہ تمسک پکڑتی ہین ساتہہ
اوسکی اسپر کہ بسم اللہ آیۃ ہی سورۃ کی جواب اوسکا دو وجہ سے ہی وجہ اول یہہ ہی کہ وہ حدیثین کہ
دلالت کرتی ہین بسم اللہ کی نہ آیۃ ہونی پر صحیح ہین حدیث انس کیسی کہ تمسک پکڑی ہین
ساتہہ اوسکی آیۃ ہونی پر جیسا کہ نہین پوشیدہ ہی عارف پر اور وجہ دوسری یہہ ہی کہ حدیث انس
کی نہین دلالت کرتی ہی اسپر کہ حضرت نے فرمایا ہو کہ بسم اللہ آیۃ ہی سورۃ کی بلکہ محتمل ہی کہ [illegible]
واسطی تعلیم کی یا بغیر [illegible] بڑہی جاوی تو پہلی اوسکی بسم اللہ پڑہی جاوی اور محتمل ہی کہ [illegible]

نعبد و ایاک نستعین اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیهم
غیر المغضوب علیهم ولا الضالین روایت کیا اسکو طبرانی اور [illegible] نے اس سے حدیث دلالت کی
ہی بسم اللہ کی جہر کرنی پر کیونکہ اگر یکار نہ پڑھتی تو حضرت ام سلمہ کیونکر سنتیں اور یہی حدیث امام شافعی کی
اور جنہوں نے کہا امام اعظم کو نسی حدیث معلوم کیا ہی کہ حضرت بسم اللہ کو جہر نہیں کرتے تھے
پس جہر کرنا نہ چاہیے سو جواب اس کا یہ ہی کہ روایت ہے انس بن مالک سے ان النبی صلی اللہ علیہ
وسلم و ابا بکر و عمر و عثمان یفتتحون القراءۃ بالحمد للہ رب العالمین
روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ترمذی اور طحاوی وغیرہم نے اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن
صحیح ہی اور روایت ہے انس بن مالک سے کہا صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم و ابی بکر
و عمر و عثمان فلم اسمع احدا منہم یقرأ بسم اللہ الرحمن الرحیم روایت کیا
اسکو مسلم اور طحاوی نے اور روایت ہے انس بن مالک سے کہا صلیت خلف النبی صلی اللہ
علیہ وسلم و ابی بکر و عمر و عثمان فکانوا یستفتحون بالحمد للہ رب
العالمین لا یذکرون بسم اللہ الرحمن الرحیم فی اول قراءۃ ولا فی
آخرہا روایت کیا اسکو مسلم نے اور روایت ہے انس بن مالک سے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
و ابا بکر و عمر کانوا یفتتحون الصلوٰۃ بالحمد للہ رب العالمین روایت کیا اسکو بخاری
اور ابن ماجہ نے اور روایت ہے انس بن مالک سے کہا صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فلم یسمعنا قراءۃ بسم اللہ الرحمن الرحیم وصلی بنا ابو بکر و عمر فلم نسمع
منہما روایت کیا اسکو نسائی نے اور روایت ہے انس بن مالک سے کہا کنت خلف ابی بکر
و عمر و عثمان فکلہم لا یقرأ بسم اللہ الرحمن الرحیم اذا افتتح الصلوٰۃ
روایت کیا اسکو امام مالک نے موطا میں [illegible] اور روایت ہے انس بن مالک سے

کہا نہیں سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور نہ ابوبکر اور نہ عمر کو جہر کرتے
بسم اللہ الرحمن الرحیم کو روایت کیا اسکو امام ابو حنیفہ اور امام طحاوی نے اور روایت ہے انس
بن مالک سے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابا بکر وعمر کانوا یسرون بسم اللہ الرحمن
الرحیم روایت کیا اسکو طحاوی نے اور روایت ہے عبد اللہ بن مغفل سے کہ کہا سمعنی ابی وانا
فی الصلوٰۃ اقول بسم اللہ الرحمن الرحیم فقال یا بنی ھذا محدث ایاک
والحدث قال لم ار احدا من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابغض الیہ
الحدث فی الاسلام یعنی منہ وقال صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم
ومع ابی بکر وعمر وعثمان فلم اسمع احدا منہم یقولہا فلا تقلہا اذا انت
صلیت فقل الحمد للہ رب العالمین روایت کیا اسکو ترمذی اور نسائی اور طحاوی اور ابن ماجہ
اور ابوبکر ابن ابی شیبہ اور ابو حنیفہ وغیرہم نے اور روایت ہے عائشہ سے کہ کہا کان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یفتتح الصلوٰۃ بالتکبیر ویفتتح القراءۃ بالحمد للہ رب العالمین
روایت کیا اسکو ابو داؤد اور مسلم اور ابن ماجہ وغیرہم نے پس یہ روایتیں صحیح صریح دلالت کرتی
ہیں بسم اللہ کے عدم جہر پر اور یہی مذہب ہے جمہور اہل علم کا اور انہیں میں خلفاء اربعہ اور عروہ بن الزبیر
اور ابراہیم نخعی اور سفیان ثوری اور حسن بصری اور ابو حنیفہ اور امام مالک اور احمد بن حنبل اور
ابو یوسف اور امام محمد اور اسحاق اور عبد اللہ بن مبارک اور سوائے انکے سلف و خلف سے ہیں
کہا ترمذی نے والعمل علیہ عند اکثر اہل العلم من اصحاب النبی صلی اللہ
علیہ وسلم منہم ابوبکر وعمر وعثمان وعلی وغیرہم ومن بعدہم
من التابعین وبہ یقول سفیان الثوری وابن المبارک واسحاق واحمد
لا یرون ان یجہر ببسم اللہ الرحمن الرحیم قالوا یقولہا فی نفسہ انتہی

آور کہا عبد الرحمن اعرج اور عروہ بن الزبیر نے ادرکت الائمۃ وما یفتتحون
القراءۃ الا بالحمد للہ رب العلمین روایت کیا اسکو طحاوی نی اور کہا عینی نے
شرح بخاری مین ولا یسطیع عاقل ان یکابر الصحابۃ والتابعین واکثر اہل
العلم یتواطون علی خلاف ما کان علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وسیاتی الجواب عن احادیث الجہر انشاء اللہ تعالی انتہی پہر جواب دیا عینی نے
بعد اسکی ہر حدیث کا حدیثون جہر کیسی اور پہر کہا بعد جواب دینی ہر حدیث کی ان احادیث
وان کثرت رواتہا فکلہا ضعیفۃ انتہی اور کہا شیخ کمال الدین نے فتح القدیر
مین وقال بعض الحفاظ لیس حدیث صحیح فی الجہر الا فی اسنادہ مقال
عند اہل الحدیث انتہی اور کہا عینی نی فالحاصل ان احادیث الجہر
لم تثبت عند اہل الحدیث النقل انتہی اور باوجود اس بات کے اگر فرض کرین
کہ ثابت ہو کوئی حدیث جہر کی تو وہ محمول ہی اسپر کہ محمول ہین اوسپر حدیثین جہر قراءۃ ظہر و
عصر کی بعض اوقات مین واسطی عمل کرنی قوی حدیثون کی اور تابعدار کرنی جمہور صحابہ کی
کہ اونمین سی خلفاء اربعہ ہین مسئلہ نوان بیچ بیان سورہ فاتحہ کے کہ
پڑہنا اوسکا نماز مین فرض ہی یا واجب شبہ کرتی ہین بعضی لوگ زیدہ
کرکے اوسپر ہی عبادہ بن صامت سی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی لا صلوۃ
لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب روایت کیا بخاری نی و مسلم نی اس یہ حدیث دلالت
کرتی اسپر کہ نہین جائز ہی نماز بغیر پڑہنی سورہ فاتحہ کی یعنی سورہ فاتحہ پڑہنی فرض ہی
اور یہی مذہب ہے امام شافعی کا اور ہم نہین جانتی کہ امام اعظم نی کس دلیل سی معلوم کیا کہ
پڑہنا سورہ فاتحہ کا واجب ہے نہ فرض ... کا یہ ہی کہ روایت ہی ابوہریرہ

کرتی ہی قرات ایک آیہ کی قرآن شریف سے کسی جگہہ سے ہو تہی د سوال

ستائیسواں اسکی بیان مین کہ پڑہنا سورہ فاتحہ کا پیچہی امام کے

صلوٰۃ جہریہ مین درست ہے یا نہین سو کہتی ہین بعضی لوگ یہان ہی طور کہ

روایت ہے حرام بن حکیم سی کہ وہ نقل کرتی ہین نافع بن محمود بن ربیع سے وہ کہتی ہین عبادہ بن صامت

کہا نماز پڑہائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض صلوات التی یجہر فیہا

بالقراءۃ فقال لا یقرأن احد منکم اذا جہرت بالقراءۃ الا بام الکتاب

روایت کیا نسائی اور [illegible] کول سی وہ روایت کرتی ہین نافع بن محمود بن ربیع سے کہا ابطأ

عبادۃ عن صلاۃ الصبح فاقام ابو نعیم المؤذن الصلاۃ فصلی ابو نعیم

بالناس فاقبل عبادۃ وانا معہ حتی صففنا خلف ابی نعیم وابو نعیم

یجہر بالقراءۃ فجعل عبادۃ یقرأ بام القرآن فلما انصرف قلت لعبادۃ سمعتک تقرأ

بام القرآن وابو نعیم یجہر قال اجل صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بعض الصلوات التی یجہر فیہا القراءۃ فالتبست علیہ القراءۃ فلما

انصرف اقبل علینا بوجہہ فقال تقرأون اذا جہرت بالقراءۃ فقال بعضنا

انا نصنع ذلک قال فلا وانا اقول ما لی ینازعنی القرآن فلا تقرأوا بشیء

من القرآن الا بام القرآن روایت کیا اسکو ابو داود نے پس یہ حدیث صریح

دلالت کرتے ہی اوپر پڑہنی سورہ فاتحہ کے نماز جہریہ مین پیچہی امام کی اور یہی مذہب ہے

امام شافعی کا اور ہم نہین جانتی کہ امام اعظم نے کونسی دلیل سے سند پکڑی ہے کہ

پڑہنا سورہ فاتحہ کا پیچہی امام کی صلوٰۃ جہریہ مین درست نہین سو جواب اسکا یہ ہی

کہ کہا امام مالک نے اپنی موطا مین عن ابن شہاب عن ابن اکیمۃ اللیثی عن ابی

هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم انصرف من صلوة جهر
فيها بالقراءة فقال هل قرأ معي منكم احد آنفا فقال رجل نعم انا
يا رسول الله فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اني اقول ما لي انازع
القرآن فانتهى الناس عن القراءة مع رسول الله صلى الله عليه وسلم
فيما جهر فيه رسول الله صلى الله عليه وسلم بالقراءة حين سمعوا ذلك
من رسول الله صلى الله عليه وسلم روایت کیا اس حدیث کو ترمذی نے
اور نسائی نے اور طحاوی نے اور ابن ماجہ اور ابو داود اور مسلم نے اور روایت ابی ہریرہ کے کہ فرمایا رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے انما جعل الامام ليؤتم به فاذا كبر فكبروا واذا قرأ
فانصتوا روایت کیا اسکو ابن ماجہ اور نسائی نے اور ابو داود اور مسلم نے اور کہا مسلم نے صحیح
ہی یعنی کہ یہ حدیث صحیح ہی لیکن یہ حدیث تفسیر اور بیان ہی قول الٰہی کا واذا قرئ
القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلكم ترحمون کہ نازل ہوئی ہی بیچ بارے
نماز کے جیسا کہ کہا امام احمد نے اجمع الناس على ان هذه الآية نزلت في الصلوة روایت
کیا اسکو بیہقی نے جیسا کہ کہا ابن ہمام رح نے فتح القدیر میں اور ملا علی قاری نے شرح مشکوٰۃ
میں پس یہ حدیثیں اور آیت قرآنی دلالت کرتی ہیں اوپر نہ پڑھنی قراءۃ کی مطلقا بیچ امام کی
نماز جہریہ میں جیسا کہ مذہب ہے جمہور اہل علم کا اور یہی ہی امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف
امام محمد اور امام مالک اور امام احمد اور فقہاء حجاز اور شام وغیرہم رحمہم اللہ کا جیسا کہ کہا عینی نے شرح
بخاری میں اور حدیث نافع بن محمود کا دو وجہ سے نہیں ہی وجہ اول یہ کہ نافع مذکور مجہول ہی
جیسا کہ کہا عسقلانی نے تقریب میں اور کہا ذہبی نے ضعفاء میں ضعفه جماعة منهم احمد
بن حنبل [illegible]

ہونا راوی کا فاسق ہے حدیث مردود ہی اہل حدیث کی نزدیک جیسا کہ مذکور ہی اصول حدیث میں
اور وجہ دوسری یہ ہی کہ تقدیم قرآن شریف کی بیچ نکالنی احکام کی ثابت ہی عقل و نقل سی مقتضائے
عقل سلیم یہ ہی کہ الفاظ قرآن شریف کے اور نظم اوسکی متواتر اور قطعی ہیں بغیر احتمال تبدیل اور
تغیر زیادتی اور نقصان کے بخلاف حدیث کے کہ نہیں ہوتی ہی سنا اس طرح مذکور کی بسبب ہونے
اوسکی کی آحاد اور غیر متواتر مگر چند حدیثیں سو وہ بہی مثل قرآن کی نہیں ہیں اور مقتضا نقل سلیم کی
روایت ہے معاذ بن جبل سی کہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا بَعَثَهُ اِلَى الْيَمَنِ
قَالَ كَيْفَ تَقْضِيْ اِذَا عَرَضَ لَكَ قَضَاءٌ قَالَ اَقْضِيْ بِكِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى قَالَ فَاِنْ لَمْ تَجِدْ
فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ قَالَ فَبِسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاِنْ لَمْ تَجِدْ فِيْ سُنَّةِ
رَسُوْلِ اللّٰهِ قَالَ اَجْتَهِدُ بِرَأْيِيْ وَلَا اٰلُوْ قَالَ فَضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَلٰى صَدْرِهِ وَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَفَّقَ رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لِمَا يَرْضٰى بِهِ رَسُوْلُهُ صلعم
روایت کیا اسکو ترمذی اور دارمی اور ابو داؤد نی پس یہ حدیث صریح دلالت کرتی ہی اوپر ترتیب کی
کہ پس واجب ہے کا عمل کرنا ساتھ ان حدیثوں صحیحہ کی کہ موافق اونکی قرآن شریف ہے کیونکہ تقدیم قرآن
شریف کی واجب ہے پس واجب ہوا ترک قراءۃ کا مطلقا پیچھے امام کی صلوۃ جہریہ میں ساتھ قرآن شریف
اور حدیثوں صحیحہ کی اور یہی مذہب ہے جمہور اہل علم کا **مسئلہ گیارہواں اسکی بیان**
میں کہ پڑھنا سورہ فاتحہ کا پیچھے امام کی نماز سریہ میں سنت ہی
یا نہیں شبہ کرتی ہیں بعضی لوگ اس طور پر کہ روایت ہے عبادہ بن صامت سی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم نی لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ روایت کیا اسکو بخاری مسلم نے
پس یہ حدیث دلالت کرتی ہی اوپر اسکی کہ نہیں جائز ہی نماز بغیر پڑھنی سورہ فاتحہ کی پس یہ حدیث
بعمومہ دلالت کرتی ہی اوپر پڑھنی سورہ فاتحہ کی پیچھے امام کی نماز سریہ میں اور بغیر پڑھنی کی نماز جائز نہیں

ہونیکی اور یہی مذہب ہے امام شافعی کا اور معلوم ہوا چاہیے کہ امام اعظم نے کونسی حدیث سے سند
پکڑی ہے کہ پڑھنا قرات کا مقتدی کو درست نہین ہے سو جواب اس شبہ کا یہہ ہے کہ روایت ہے
عمران بن حصین سے کہ کہا اونہی نے کہ پڑھی ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوۃ الظہر او العصر
فقال ایکم قرأ خلفی بسبح اسم ربک الاعلی فقال رجل انا ولم ارد بہا
الا الخیر قال قد علمت ان بعضکم خالجنیہا روایت کیا اسکو مسلم اور ابو حنیفہ نے اور
ابو حنیفہ کی روایت مین بدلے خالجنیہا کے لفظ خالجنی القراءۃ ہے اور روایت ہے عمران
بن حصین سے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی الظہر فجعل رجل یقرأ خلفہ بسبح
اسم ربک الاعلی الذی فلما انصرف قال ایکم قرأ او ایکم القاری قال رجل انا
فقال قد ظننت ان بعضکم خالجنیہا روایت کیا اسکو مسلم اور ابو داود اور نسائی
اور طحاوی نے اور روایت ہے ابو ہریرہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے انما جعل الامام لیؤتم
بہ فاذا کبر فکبروا واذا قرأ فانصتوا روایت کیا اسکو ابن ماجہ اور ابو داود اور نسائی
نے اور کہا مسلم نے یہہ حدیث صحیح ہے ایسے ہی ثابت ہے حدیث صحیح تفسیر اور بیان سے اللہ تعالی کے قول کا
واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا یعنی جبکہ پڑھا جاوے قرآن پس سنو تم اوسکو اور چپکے
یعنی سنو حالت جہر مین اور چپکے رہو حالت اخفا مین دلالت کرتا ہے اسپر لفظ فاذا قرئ القرآن
کا اسلیے کہ قرات قرآن کی دونوں حالتوں مین موجود ہے اور یہی دلالت کرتا ہے اسپر نہ فرمانا اذا
جہر القرآن کا اور یہی دلالت کرتا ہے اسپر فرمانا اللہ تعالے کا فاستمعوا لہ وانصتوا کو کیونکہ اگر
نہوتی مراد ندکور مقصود تو کفایت کرتا تہا لفظ فاستمعوا کا بغیر وانصتوا کی اور یہی دلالت کرتی
ہے اسپر یہہ اصل کہ تعدد الفاظ کا دلالت کرتا ہے تعدد معانی پر پس ہوے معنی آیت کی یہہ کہ
جسوقت پڑہا جاوے قرآن سنو تم حالت جہر مین اور چپکے رہو حالت خفا مین لیا ور اہنین معنوں کو بطور

اختصار کی بیان فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ قول اپنے کی انما جعل الامام
لیؤتم بہ اذا کبر فکبروا واذا قرأ فانصتوا یعنی جب پڑھے امام قرآنکو خواہ
حالت جہر مین خواہ اخفا مین چپکی رہو پس حاصل معنی کا یہہ ہوا کہ پڑھنا قرآنکا شرط ہوا اور چپکے
رہنا جزا ہوا اور اللہ تعالی نے اور اسکے رسول نے صیغہ امر کا فرمایا کہ وہ وجوب کے لیے ہوتا ہے پس
ہوے معنی اسکے یہہ کہ جب پایا جاوے پڑھنا قرآن کا خواہ جہر مین خواہ اخفا مین تو واجب ہے چپکے رہنا
پس ان حدیثون صحیحہ نے اور قرآن شریف نے دلالت کی اوپر منع قراءۃ قرآنکی پیچھے امام کی خواہ نماز
جہریہ ہو یا سریہ ہو اور اوپر مذکور ہو چکا ہے کہ تقدیم قرآن شریف کے احکام دین مین ثابت ہے
عقل و نقل سے پس وہ حدیثین کہ موافق ہین قرآن شریف کے اس باب مین قوت حاصل کرکے مقدم
ہونگی عمل مین اور حدیثون سے پس واجب ہے عمل کرنا اوپر ترک کرنے قراءۃ فاتحہ وغیرہ کی پیچھے امام
نماز جہریہ اور سریہ مین پس حدیث لا صلوۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب مخصوص ہوئی ساتھ
ان حدیثون اور قرآن شریف کے پس یہہ ایک وجہ ہے نہ پڑھنے سورہ فاتحہ وغیرہ کی پیچھے امام کے خواہ نماز
جہریہ ہو یا سریہ ہو اور وجہ دوسری یہہ ہے کہ روایت ہے جابر بن عبد اللہ سے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قال من کان لہ امام فقراءۃ الامام لہ قراءۃ روایت کیا طحاوی نے ساتھ سندون متعددہ کے
اور روایت کیا اسکو ابوبکر بن ابی شیبہ نے مصنف اپنی مین اوپر شرط مسلم کی اور روایت کیا اسکو
احمد بن منیع نے مسند اپنی مین اوپر شرط شیخین کی یہہ کہا شیخ کمال الدین نے فتح القدیر مین اور روایت
کیا اسکو عبید بن حمید نے کتاب اپنی مین اوپر شرط مسلم کی کہا یہہ شیخ ابن ہمام نے فتح القدیر مین اور کہا
ابو حنیفہ نے حدثنا ابو الحسن موسی بن ابی عائشۃ عن عبد اللہ بن شداد عن
جابر بن عبد اللہ الانصاری عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من صلی خلف
الامام فان قراءۃ الامام لہ قراءۃ پس یہہ حدیث صحیح ہے اوپر شرط شیخین کی اور کہا امام محمد نے

موطا میں اخبرنی ابو حنیفة قال اخبرنا ابو الحسن موسیٰ بن ابی عائشة
عن عبد الله بن شداد عن جابر بن عبد الله عن النبی صلی الله علیه وسلم
انه قال من صلی خلف الامام فقراءة الامام له قراءة پس یہ حدیث صحیح ہی اور
شیخین کے اور کہا امام محمد نے اخبرنا اسرائیل بن یونس قال حدثنی موسیٰ بن ابی
عائشة عن عبد الله بن شداد قال أمّ رسول الله صلی الله علیه وسلم للناس فی
العصر فقرأ رجل خلفه فغمزه الذی یلیه فلما ان صلی قال لم غمزتنی قال
کان رسول الله صلی الله علیه وسلم قد امک وکرهت ان تقرأ خلفه فسمعه
النبی صلی الله علیه وسلم قال من کان له امام فان قراءة الامام له قراءة
روایت کیا اسکو جابر عبد اللہ حاکم اور طحاوی اور ابوبکر بن ابی شیبہ اور ابو حنیفہ نی ساتھ اسناد
صحیح کی اور روایت ہی عبد اللہ بن عمر ان النبی صلی الله علیه وسلم قال من کان له امام
فقراءة الامام له قراءة روایت کیا اسکو طحاوی نے اور روایت ہی عبید اللہ بن مقسم
انه سأل عبد الله بن عمر وزید بن ثابت وجابر بن عبد الله فقالوا لا تقرأ
خلف الامام فی شیء من الصلوات روایت کیا اسکو طحاوی نی ساتھ اسناد صحیح کی پس
حدیثوں صریح دلالت کرتی ہیں اسپر کہ جو مقتدی نماز پڑہی پیچھی امام کے پس قراءة اوسکی امام کی
قراءة اوسکی ہی پس یہ حدیثیں تفسیر اور بیان ہوئیں حدیث لا صلوة لمن لم یقرأ بفاتحة
الکتاب فصاعدا کی بایں طور کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اول لا صلوة آخر تک پس
معلوم ہوا اس حدیث سے کہ پڑہنا سورہ فاتحہ کا اور اور سورہ کا مقتدی پر نہیں ہی پھر فرمایا من صلی
خلف الامام فقراءة الامام له قراءة پس معلوم ہوا اس حدیث سی کہ پڑہنا امام کا قراءة کو خواہ
فاتحہ ہو خواہ اور کچھ بعینہ پڑہنا مقتدی کا ہی پس ثابت ہوا اس حدیث سے کہ جو کوئی پڑہی نماز پیچھی امام کے

اور نہ پڑھنا قرارت کو ہوگا عمل کرنیوالا ساتھہ حدیث من صلی خلف الامام فقراءة الامام
لہ قراءة کے اور عمل کرنیوالا ساتھہ حدیث لا صلوٰة آخر تک کے بسبب فرمانے رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کے قراءة الامام لہ قراءة اور جو کوئی پڑھے نماز پیچھے امام کے اور پھر پڑھے قرارت
وہ مخالف ہوا ان دونوں حدیثوں کی بسبب فرمانے حضرت کی قراءة الامام آخر تک پس واجب
ہوا ترک کرنا قراءة کا پیچھے امام کے نماز میں خواہ نماز جہریہ ہو یا سریہ کیونکہ ان حدیثوں کی
پس اس وجہ دوسرے میں رہی حجت مخصص کی حدیث لا صلوٰة کی اور ان حدیثوں میں کی اگر
امام اعظم نے بطور لطیفہ کی مناظرہ کیا ہے وہ یہہ ہے کہ کہا فخر الدین رازی نے کہ ایک جماعت
اہل مدینہ کی آئی ابو حنیفہ کی پاس واسطے مناظرہ کرنیکے درباب قراءة کی پیچھے امام کی پس کہا
ابو حنیفہ نے انکو کہ نہیں قدرت رکھتا ہوں مناظرہ کرنیکی سبکی ساتھہ حالانکہ تمکو ضرور ہے مناظرہ
کرنا پس چھانٹ لو ایک کو اپنے میں سے مناظرہ کی لیے اور سونپ دو امر تمام گروہ کا اوسکو چھانٹ
لیا اونہوں نے ایک آدمی کو اور کہا اونہوں نے کہ یہہ شخص ہے پس کہا امام ابو حنیفہ نے انکو کہ یہہ عالم
تم میں سے ہے کہا اونہوں نے ہاں پھر کہا امام نے کہ مناظرہ کرنا اسکی ساتھہ مانند مناظرہ کرنیکی ہے تمہارے
ساتھہ کہا اونہوں نے ہاں پھر کہا امام نے الزام دینا اسکو مانند الزام دینے تمہارے کی ہے کہا اونہوں
نے ہاں پھر کہا امام نے کیونکر ہو یہہ کہا اونہوں نے کہ بلا شبہہ ہم نے راضی ہیں پیشوا بنانے پر اس
قول اوسکا قول ہمارا ہے پس کہا امام نے کہ ہم نے جبکہ بنایا امام نماز میں تو ہوگی قرارت اوسکی
قرارت ہماری نماز میں پس اقرار کیا اونہوں نے ساتھہ الزام کی انتہی اور تیسری وجہ یہہ کہ کہا
شیخ نے لمعات شرح مشکوٰة میں اجتمعت الامة علی انہ یکرہ الجہر بالقراءة
وان لم یسمعہ انتہی پس پڑھنا قرارت کا بآواز پیچھے امام کی باطل ہوا بالاجماع باقی
پڑھنا مقتدی کا پیچھے امام کی بطور اخفا کی ہو وہ باطل ہے ساتھہ حدیث من صلی خلف الامام

فقراءة الامام له قراءة کی کیونکہ اگر پڑہی مقتدی تو لازم آوے تکرار قراءۃ سورہ
فاتحہ کی اور اور سورتون کی بعینہ اور یہہ غیر مشروع ہی جیساکہ پڑہی منفرد یا امام سورہ
فاتحہ کو دو بار اور اور سورتونکو اسیطرح دو بار تو مکروہ ہی اور غیر مشروع ہر ایک کے نزدیک پس
واجب ہوا ترک کرنا قراءۃ کا پیچہی امام کی نمازمین خواہ جہری ہو یا سری ساتہہ ان حدیثون
صحیحہ کے اور قرآن کی اور اجماع کی ایک گروہ کی ثبوت آثار صحابہ کی روایت ہی جابر بن عبد اللہ سی
کہ کہا اونہی من صلی رکعۃ لم یقرأ بام القرآن فلم یصل الا ان یکون
وراء الامام روایت کیا اسکو امام مالک اور امام محمد اور ابو بکر بن ابی شیبہ اور طحاوی اور ترمذی
نے اور کہا ترمذی نے ہذا حدیث حسن صحیح اور روایت ہی عبید اللہ بن مقسم سی کہ کہا جابر نے
لا تقرأ خلف الامام روایت کیا اسکو ابو بکر بن ابی شیبہ نے اور یہہ حدیث صحیح ہی اور روایت
ہی عبید اللہ بن مقسم سے کہ سوال کیا مینی عبد اللہ بن عمر اور زید بن ثابت اور جابر بن
عبد اللہ سے پس کہا اونہون نے لا تقرأ خلف الامام فی شیء من الصلوات روایت کیا اسکو
طحاوی نے اور روایت ہی عطاء بن یسار سی انہ سال زید بن ثابت عن القراءۃ فقال
لا قراءۃ مع الامام فی شیء روایت کیا اسکو مسلم اور نسائی اور ابو بکر بن ابی شیبہ نے اور روایت
ہی عطاء بن یسار سی کہ کہا اس نے کہ سنا مینی زید بن ثابت سی کہ کہتی تہی لا تقرأ
خلف الامام فی شیء من الصلوات روایت کیا اسکو طحاوی نی اور روایت ہی سالم
سے کہ کہا اوسی کان ابن عمر لا یقرأ خلف الامام روایت کیا اسکو امام محمد نی اور
روایت ہے نافع سی ان عبد اللہ بن عمر کان اذا سئل ہل یقرأ احد خلف الامام
یقول فحسبہ قراءۃ الامام واذا صلی وحدہ فلیقرأ قال وکان عبد اللہ
بن عمر لا یقرأ خلف الامام روایت کیا اسکو امام مالک اور امام محمد اور ابو بکر بن شیبہ اور

طحاوی وغیرہ نے اور روایت ہی ابراہیم نخعی سے اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ مَسْعُوْدٍ لَمْ یَقْرَأْ خَلْفَ
الْاِمَامِ لَا فِی الرَّکْعَتَیْنِ الْاُوْلَیَیْنِ وَلَا فِیْ غَیْرِھِمَا روایت کیا اسکو ابو حنیفہ نی اور روایت
ہی علقمہ سے اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ مَسْعُوْدٍ کَانَ لَا یَقْرَأُ خَلْفَ الْاِمَامِ لَا فِیْمَا یُجْھَرُ فِیْہِ
وَلَا فِیْمَا یُخَافَتُ فِیْہِ لَا فِی الْاُوْلَیَیْنِ وَلَا فِی الْاُخْرَیَیْنِ روایت کیا اسکو امام محمد نی
موطا میں اور روایت ہی ابراہیم سے اَنَّہٗ لَمْ یَقْرَأْ عَلْقَمَۃُ خَلْفَ الْاِمَامِ حَرْفًا لَا فِیْمَا یَجْھَرُ
فِیْہِ وَلَا فِیْمَا لَا یَجْھَرُ فِیْہِ وَلَا بِاُمِّ الْکِتَابِ وَلَا غَیْرِھَا وَلَا اَصْحَابُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ
مَسْعُوْدٍ جَمِیْعًا روایت کیا اسکو ابو حنیفہ نی اور روایت ہی ابو جمرہ سی کہ کہا اونسی قُلْتُ
لِابْنِ عَبَّاسٍ اَقْرَأُ وَالْاِمَامُ بَیْنَ یَدَیَّ فَقَالَ لَا روایت کیا اسکو طحاوی نی اور روایت ہے
ابی درداء سی اَنَّہٗ قَالَ اَرٰی اَنَّ الْاِمَامَ اِذَا اَمَّ الْقَوْمَ فَقَدْ کَفَاھُمْ روایت کیا
اسکو طحاوی اور نسائی نی اور روایت ہی علی بن ابی طالب سے اَنَّہٗ قَالَ مَنْ قَرَأَ خَلْفَ
الْاِمَامِ فَلَیْسَ عَلَی الْفِطْرَۃِ روایت کیا اسکو طحاوی نی اور روایت ہی علی بن ابی طالب سے
اَنَّہٗ قَالَ مَنْ قَرَأَ خَلْفَ الْاِمَامِ فَقَدْ اَخْطَأَ الْفِطْرَۃَ روایت کیا اسکو ابو بکر بن
ابی شیبہ نی اور روایت ہی سعد بن ابی وقاص سی اَنَّہٗ قَالَ وَدِدْتُ اَنَّ الَّذِیْ
یَقْرَأُ خَلْفَ الْاِمَامِ فِیْ فِیْہِ جَمْرَۃٌ روایت کیا اسکو امام محمد اور ابو بکر بن ابی شیبہ
اور عبد الرزاق نے اور روایت ہی علقمہ سی کہ کہا عبد اللہ بن مسعود نی لَیْتَ
الَّذِیْ یَقْرَأُ خَلْفَ الْاِمَامِ مُلِئَ فُوْہُ تُرَابًا روایت کیا اسکو طحاوی نی اور روایت ہے
ابراہیم نخعی سی کہ کہا علقمہ نے لَاَنْ اَعَضَّ عَلٰی جَمْرَۃٍ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اَقْرَأَ
خَلْفَ الْاِمَامِ روایت کیا اسکو امام محمد نے اور مثل اسکے روایت کی گئی ہی اسود سے
روایت کیا اسکو ابو بکر بن ابی شیبہ نی اور روایت ہی محمد بن عجلان سے

أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لَيْتَ فِي فَمِ الَّذِي يَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ حَجَرًا روایت کیا اسکو امام محمد نے اور روایت ہے زید بن ثابت سے قَالَ مَنْ قَرَأَ خَلْفَ الْإِمَامِ فَلَا صَلٰوةَ لَهٗ روایت کیا اسکو امام محمد اور ابو بکر بن ابی شیبہ نے اور روایت ہی مالک بن عمارہ سے اَنَّهٗ قَالَ اَدْرَكْتُ كَمْ رَجُلٍ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّهُمْ يَقُوْلُوْنَ لَا يَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ روایت کیا اسکو ابو بکر بن ابی شیبہ نے اور روایت ہی شعبی سے اَنَّهٗ قَالَ اَدْرَكْتُ سَبْعِيْنَ بَدْرِيًّا كُلُّهُمْ عَلٰى اَنَّهٗ لَا يَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ ذکر کیا اسکو کرمانی نے اور روایت ہی ابراہیم نخعی سے اَنَّهٗ قَالَ اَوَّلُ مَنْ قَرَأَ خَلْفَ الْإِمَامِ رَجُلٌ اُتُّهِمَ روایت کیا اسکو امام محمد نے اور روایت ہی ابراہیم نخعی سے اَنَّهٗ قَالَ الَّذِي يَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ فَمَا سَبَقَ روایت کیا اسکو ابو بکر بن ابی شیبہ نے کہ وہ استاد ہی بخاری و مسلم کا ساتھ سند صحیح کے پس یہ حدیث صحیح دلالت کرتی ہی اوپر وجوب اجماع صحابہ کی عدم قراءت پر اور کہا امام سرخسی نے اَجْمَعَ الصَّحَابَةُ عَلٰى مَنْعِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ انتہی کہا یہ شیخ ابن الہمام فی فتح القدیر میں اور کہا صاحب ہدایہ نے ہدایہ میں وَعَلَيْهِ اِجْمَاعُ الصَّحَابَةِ انتہی اور یہی ہی مذہب امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف اور امام محمد اور حماد اور اسود اور علقمہ اور عمر بن میمون اور سعید بن المسیب اور ابراہیم نخعی اور سفیان ثوری اور عامر شعبی اور سوای انکے کا واللہ اعلم بالصواب

مسئلہ بارہواں اس بات میں ہی کہ آمین کو بجہر کہنا چاہی یا بہ اخفا شبہ کرتی ہیں بعضی لوگ باینطور کہ روایت ہی سفیان سے اور وہ سلمہ بن کہیل سے اور وہ حجر بن عنبس سے وہ وائل بن حجر سے کہ کہا اسنے سنا میں نے النبی صلی اللہ علیہ وسلم قَرَأَ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ وَقَالَ اٰمِيْنَ وَمَدَّ بِهَا صَوْتَهٗ

روایت کیا

روایت کیا اسکو ترمذی نے اور کہا حدیث وائل بن حجر کی حسن ہے اور روایت ہے
وائل بن حجر سے کہا اونے کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قرء ولا
الضالین قال آمین ورفع بہا صوتہ روایت اسکو ابوداود نے ساتھ اوسی اسناد
مذکور کے اور روایت ہے وائل بن حجر سے انہ صلی خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجہر
بآمین روایت کیا اسکو ابوداود نے ساتھ اوسی اسناد مذکور کے اور روایت ہے عبد الجبار بن وائل
بن حجر سے [illegible] باپ سے روایت کرتے ہیں کہ [illegible] صلیت خلف رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فلما [illegible] غیر المغضوب علیہم ولا الضالین
قال آمین فسمعناہ روایت کیا اسکو نسائی نے اور روایت ہے عبد الجبار بن وائل بن
حجر سے کہ وہ روایت کرتا ہے اپنے باپ سے کہ کہا اونے صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ
وسلم فلما قال ولا الضالین قال آمین فسمعناہا منہ روایت کیا اسکو
ابن ماجہ نے اور روایت ہے بشر بن رافع سے وہ روایت کرتا ہے ابی عبد اللہ سے کہ وہ چچیرے بھائی تھے
ابی ہریرہ کے وہ روایت کرتے ہیں ابی ہریرہ سے کہ کہا اونہوں نے ترک الناس التامین وکان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قال غیر المغضوب علیہم ولا الضالین
قال آمین حتی سمعہا اہل الصف الاول فیرتج بہا المسجد روایت کیا
اسکو ابن ماجہ نے یہ حدیثیں دلالت کرتی ہیں جہر آمین پر اور یہی مذہب ہے امام شافعی کا
قول قدیم میں اور احمد اور اسحق وغیرہما کا اور ہم نہیں جانتے کہ امام اعظم نے اخفا آمین کو کونسی
حدیث سے نکالا ہے سو جواب اسکا یہ ہے کہا ابوبکر بن ابی شیبہ نے حدثنا
وکیع قال حدثنا سفیان عن سلمۃ بن کہیل عن حجر بن عنبس عن وائل بن
حجر قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا قرأ ولا الضالین فقال آمین خفض بہا

ایت کیا اسکو ابن ماجہ نی پس ظاہر یہہ ہے کہ ابو ہریرہ کے زمانہ مین ہی لوگ مگر صحابہ اور تابعین
پس یہہ حدیث اگر صحیح ہو جیسا کہ سمجہا جاتا ہی حاکم کی قول سی کہ کہا اوسنی یہہ حدیث اوپر شرط
شیخین کے ہی تو ثابت ہوا مذہب ان لوگون کا کہ وہ صحابہ ہین و تابعین ہین پس ترک کرنا ان صحابہ و تابعین کا
دلیل ہی اوپر نسخ جہر آمین کی اور دلیل اونکی ہین یہہ حدیثین و روایۃ شریفہ کہ اوپر مذکور ہوئین اور
اگر ہو حدیث ابو ہریرہ کی ضعیف جیسا کہ دلالت کرتی ہی اسپر اسناد اس حدیث کی بہی کیونکہ یہہ حدیث
روایت کی گئی ہی بشر بن رافع سی وہ روایت کرتا ہی عبد اللہ سی کہ چچیری بہائی ابی ہریرہ کے ہین سو بشر
بن رافع ضعیف الحدیث ہی اور عبد اللہ شخص مجہول ہی تو ساقط ہو جاویگی سند یہہ حدیث کے اور
عمل کرنیسی اسپر پس رہیگی کوئی حدیث جہر آمین مین مگر حدیث وائل بن حجر کی سو جواب
اوسکا مختصر اسجگہہ قطع نظر کرکر اور جرحون سی یہہ ہی کہ یہہ حدیث وائل کی جسمین ذکر جہر کا ہی معارض
ہی ساتہہ اوس حدیث وائل بن حجر کی کہ اوسمین ذکر اخفاء اور خفض کا ہی پس ساقط ہو جاوینگی یہہ حدیثین
اور باقی رہینگا ہمارے لیئی حدیثین سکتی کی اور آثار اور روایۃ شریفہ اور یہہ کہنا ہمارا ہی بتقدیم تسلیم کی
برابری کی ورنہ وہ حدیث وائل بن حجر کی کہ اوسمین ذکر جہر کا مرتبہ صحت کو نہین پہنچتی ہی نہایت یہہ ہی
کہ وہ حسن ہو سو یہی روایت مدکی ہی نہ روایت جہر کی اور حدیث وائل بن حجر کی کہ اوسمین ذکر اخفا
کا ہی وہ صحیح ہی اوپر شرط شیخین کے جیسا کہ اوپر گذرا پس صورتین حدیث ابی ہریرہ کے تم خود
جان چکی کہ وہ ضعیف ہی اور حدیث وائل کی کہ اوسمین ذکر جہر اور مد کا ہی نہین پہنچی مرتبہ صحت کو
کہ معارض ہوا حدیث وائل بن حجر کیساتہ کہ اوسمین ذکر اخفاء کا ہی پس اس صورت مین ساقط ہوئین
حدیثین جہر کی اور باقی سالم رہین ہمارے لیئی حدیثین اخفا اور حدیثین سکتی کی اور آثار اور روایۃ
شریفہ واللہ اعلم بالصواب **مسئلہ تیرہوان بیچ بیان رکہنی ہاتہہ کی سینہ پر**
یا ناف کے نیچے جبکہ کہتے ہین بعضی لوگ بالفعل کہ روایت ہی وائل بن حجر سی

کہا اوسنے صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَوَضَعَ یَدَہُ الْیُمْنٰی
عَلٰی یَدِہِ الْیُسْرٰی عَلٰی صَدْرِہٖ روایت کیا اسکو ابن خزیمہ نے صحیح اپنی مین یہہ حدیث
دلالت کرتی ہی اسپر کہ باندہی جاوین ہاتہہ نماز مین سینہ پر اور یہی ہی مذہب شافعی کا اور ہم
نہین جانتے کہ امام اعظم نے کہانسے نکالا ہی ہاتہون کا باندہنا نیچے ناف کے سو جواب
اس شبہہ کا یہہ ہی کہ روایت ہی ابو حازم سے کہ کہا سہل بن سعد نے کَانَ النَّاسُ یُؤْمَرُوْنَ
اَنْ یَّضَعَ یَدَہُ الْیُمْنٰی عَلٰی ذِرَاعِہٖ فِی الصَّلٰوۃِ قَالَ اَبُوْ حَازِمٍ لَا اَعْلَمُہٗ اِلَّا
یُنْمِیْ ذٰلِکَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ روایت کیا اسکو بخاری اور امام محمد نے
اور روایت ہی ہلب سے کہ کہا اوسنے کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَؤُمُّنَا
فَیَاْخُذُ شِمَالَہٗ بِیَمِیْنِہٖ روایت کیا اسکو ترمذی وغیرہ نے اور کہا ترمذی نے وَفِی الْبَابِ
عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ وَغُطَیْفِ بْنِ الْحَارِثِ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ انتہی یہہ حدیث
دلالت کرتی ہی اوپر ہاتہہ باندہنی کی نماز مین اور یہی مذہب ہی جمہور اہل علم کا کہا ترمذی نے
وَالْعَمَلُ عَلٰی ھٰذَا عِنْدَ اَھْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
وَالتَّابِعِیْنَ وَمَنْ بَعْدَھُمْ یَرَوْنَ اَنْ یَّضَعَ الرَّجُلُ یَمِیْنَہٗ عَلٰی شِمَالِہٖ فِی الصَّلٰوۃِ
وَرَاٰی بَعْضُھُمْ اَنْ یَّضَعَ فَوْقَ السُّرَّۃِ وَرَاٰی بَعْضُھُمْ تَحْتَ السُّرَّۃِ وَکُلُّ ذٰلِکَ
وَاسِعٌ اِنْتَھٰی بخلاف بعض کے کہ اونمین سے لیث بن سعد اور ابن سیرین اور سعد بن مسیب
بعض تابعین مین مذہب ارسال کا ہی اور یہی مذہب ہی امام مالک کا جو مشہور ہی اونسی ارسال
مین جمہور اتباع اونکی جیسا کہ تصریح کیا ہی اسکو نووی نے شرح مسلم مین پہر جمہور اہل علم کی کہ جو
قائل ہین باندہنی ہاتون کی مختلف ہوی ہین اسمین کہ باندہنا ہاتہون کا نیچی ناف کے ہو
یا اوپر ناف کے بعض ہین جمہور کا یہہ ہی کہ باندہی اوپر ناف کے اور یہی مذہب مشہور ہی شافعیونکا

کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے الوتر حق علی کل مسلم فمن
احب ان یوتر بخمس فلیفعل ومن احب ان یوتر بثلاث فلیفعل
ومن احب ان یوتر بواحدة فلیفعل روایت کیا اسکو ابو داود اور ابن ماجہ
اور نسائی اور طحاوی اور ترمذی نے اور روایت ہے عائشہ رضہ سے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کان یصلی باللیل احدی عشرة رکعة یوتر منها بواحدة روایت کیا اسکو مسلم و
غیرہ نے اور روایت ہے ابن عمر سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صلوة اللیل
مثنی مثنی فاذا خشی احدکم الصبح صلی واحدة توتر له ما قد صلی
روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم اور طحاوی وغیرہم نے پس یہ حدیثیں دلالت کرتی ہیں ور
ایک رکعت بھی ہے اور یہی مذہب ہے بعضے اہل علم کا اور انہیں میں ہیں امام شافعی اور احمد بن حنبل اور
لیکن افضل انکے نزدیک تین رکعتیں ہیں کہا ترمذی نے حدیث ابن عمر حدیث حسن
صحیح وذهب بعض اهل العلم الی ان یجوز الایتار بالرکعة الواحدة انتهی
اور ہم نہیں جانتے کہ امام اعظم کونسی حدیث سے کہتے ہیں کہ وتر کی تین رکعتیں ہیں نہ ایک سو جواب
اسکا یہ ہے کہ روایت ہے عبد اللہ بن ابی قیس سے کہ کہا اونہوں نے سالت عائشة بکم کانت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوتر قالت کان یوتر باربع وثلث وست
وثلث وثمان وثلث وعشر وثلث ولم یکن یوتر بانقص من سبع ولا باکثر
من ثلث عشرة روایت کیا اسکو طحاوی اور ابو داود نے پس یہ حدیث عائشہ کی دلالت کرتی
ہے اوپر قاعدہ اور ضابطہ کلیہ کی باینطور کہ نہ تھی نماز آنحضرت کی راتمیں کم سات رکعت سے
اور نہ زیادہ تیرہ رکعت سے اور دلالت کرتی ہے اسپر کہ تھی وتر تین رکعت نہ کم نہ زیادہ اس سے
جیسا کہ آگے اوسکا بیان آویگا اور روایت ہے ابی سلمہ سے انه سال عائشة کیف کانت

صلوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی رمضان فقالت ما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یزید فی رمضان ولا فی غیرہ علی احدی عشرۃ رکعۃ یصلی اربعا
فلا تسأل عن حسنہن وطولہن ثم یصلی اربعا فلا تسأل عن حسنہن
وطولہن ثم یصلی ثلثا الحدیث روایت کیا اسکو امام مالک اور امام محمد اور مسلم اور بخاری
اور طحاوی اور نسائی اور ترمذی اور ابو داود نے اور مراد کیا ان رکعتون سے سوا دو رکعت خفیفہ
کے جیسا کہ دلالت کرتی ہے اسپر حدیث سعید بن ہشام کی کہ کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے
کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قام من اللیل فتتح صلوتہ برکعتین
خفیفتین ثم صلی ثمان رکعات ثم اوتر روایت کیا اسکو طحاوی نے بسند صحیح
حضرت عائشہ کی یعنی حدیث پہلی کی ہے اور دلالت کیا اسپر کہ آنحضرت کی وتر تین رکعت
تہین اور روایت ہے ابی سلمہ سے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یوتر بثلث
من اخر اللیل روایت کیا اسکو ابو بکر بن ابی شیبہ نے اور روایت ہے عائشہ سے کہ کہا کان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوتر بثلث لا یسلم الا فی اخرہن روایت
کیا اسکو حاکم نے مستدرک مین اور کہا یہ حدیث اوپر شرط شیخین کے ہے اور روایت ہے عبد العزیز
سے کہ کہا سألنا عائشۃ بای شیء یوتر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قالت کان یقرأ فی الاولی بسبح اسم ربک الاعلی وفی الثانیۃ بقل
یا ایہا الکافرون وفی الثالثۃ بقل ہو اللہ احد والمعوذتین روایت کیا
اسکو ترمذی اور ابو داود اور ابن ماجہ اور ابو حنیفہ نے ساتھ سند صحیح کی اور روایت ہے عائشہ
سے کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یسلم فی رکعتی الوتر روایت
کیا اسکو نسائی اور طحاوی اور ابو بکر بن ابی شیبہ نے پس یہ حدیثین ساتھ دونون معنی کے

بلکہ دلالت کرتی ہین اسپر کہ نماز آنحضرت کے رات مین نہ کم تہی سات رکعت سی اور نہ زیادہ
تہی تیرہ رکعتون سی اور وتر آنحضرت کے تین رکعت تہے نہ کم نہ زیادہ پس وہ حدیثین کہ روایت
کی گئین ہین حضرت عائشہ سی کہ وہم دلاتی ہین ایک رکعت کا محمول ہین اسپر کہ یہہ ضبط کلی بعد
نسخ ہونی اسکے ہی بلکہ یہہ ضابطہ خود دلالت کرتا ہی اسکی نسخ پر اسلیی کہ یہہ ضابطہ نہین
مستقیم ہو سکتا بغیر اسکی اور روایت ہی شعبی سی انہ سال ابن عباس و ابن عمر عن
صلوة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باللیل فقالا ثلث عشرة رکعة منہا
ثمان ویوتر بثلث و رکعتین بعد الفجر روایت کیا اسکو ابن ماجہ اور طحاوی
اور روایت ہی ابن عباس کہ کہا کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقرأ فی الوتر
بسبح اسم ربک الاعلی و قل یا ایہا الکافرون و قل ہو اللہ احد فی رکعة
رکعة روایت کیا اسکو ترمذی نی اور کہا ترمذی نے وفی الباب عن علی و عائشة
و ابی بن کعب انتہی اور روایت ہے ابن عباس سے کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یوتر بثلث رکعات یقرأ فی الاولی بسبح اسم ربک الاعلی وفی الثانیة
بقل یا ایہا الکافرون وفی الثالثة بقل ہو اللہ احد روایت کیا اسکو ابو حنیفہ
اور ابوبکر بن ابی شیبہ نے اور نسائی اور طحاوی اور ابن ماجہ اور روایت ہے ابن عمر سے ان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم کان یوتر بثلث رکعات و یجعل القنوت
قبل الرکوع روایت کیا اسکو طبرانی نی اوسط مین اور روایت ہی عمران بن حصین سے
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یقرأ فی الوتر فی الرکعة الاولی
سبح اسم ربک الاعلی وفی الثانیة قل یا ایہا الکافرون وفی الرکعة الثالثة
قل ہو اللہ احد روایت کیا اسکو طحاوی نے اور روایت ہی ابی بن کعب سے

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوتِرُ بِثَلٰثِ رَكَعَاتٍ
يَقْرَأُ فِي الْأُولٰى بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى وَفِي الثَّانِيَةِ بِقُلْ يَا أَيُّهَا الْكٰفِرُونَ
وَفِي الثَّالِثَةِ بِقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ روایت کیا اسکو نسائی نے ساتھ بہت سندوں کے اور روایت
ہی علی بن ابی طالب سے کان صلوٰۃ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ثلث عشرۃ رکعات
منهن ثلث رکعات الوتر و رکعتی الفجر روایت کیا اسکو ابو حنیفہ وغیرہ نے
اور روایت ہے عبد اللہ بن مسعود سے ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان یوتر بثلث
رکعات روایت کیا اسکو ابو حنیفہ نے اور روایت ہے عبد اللہ بن مسعود کے کہا الوتر ثلث
کثلث رکعات المغرب روایت کیا اسکو امام محمد اور طحاوی نے اور روایت ہے عبد اللہ
بن عباس سے کہا الوتر ثلث کصلوٰۃ المغرب روایت کیا اسکو امام محمد نے اور روایت ہے
انس بن مالک سے کہا الوتر ثلث رکعات و کان یوتر بثلث رکعات روایت
کیا اسکو طحاوی نے اور روایت ہے عبد اللہ بن مسعود سے کہا الوتر ثلث کوتر النہار صلوٰۃ
المغرب روایت کیا اسکو طحاوی نے اور روایت ہے ابی خلدہ سے کہ کہا اونہوں نے
سألت ابا العالیۃ عن الوتر فقال علمنا اصحاب محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم
ان الوتر مثل صلوٰۃ المغرب غیر انا نقرأ فی الثالثۃ ھذا وتر اللیل و
وتر النہار روایت کیا اسکو طحاوی نے اور کہا بخاری نے اپنی صحیح میں قال القاسم رأیت
ناسا منذ ادرکت یوترون بثلث انتہی کلام البخاری اور روایت ہے ابی زناد
سے کہا اثبت عمر بن عبد العزیز الوتر بالمدینۃ بقول الفقہاء ثلث
لا یسلم الا فی اخرھن روایت کیا اسکو طحاوی نے اور کہا ابو بکر بن ابی شیبہ نے حدثنا
ابن نمیر عن عبد الملک عن عطاء قال ادرکت الناس وھم یصلون ثلثا و عشرین رکعۃ

بالوتر اور کہا ابوبکر بن ابی شیبہ نے حدثنا حفص قال حدثنا عمرو عن الحسن
البصری قال اجتمع المسلمون علی ان الوتر ثلث لا یسلم الا فی اخرهن
اور روایت ہے عبداللہ بن مسعود سے کہا ما اجزأت رکعۃ واحدۃ قط روایت کیا اسکو
امام محمد نے موطا مین اور یہ اثر حکم مرفوع مین ہی کیونکہ جو قول صحابی کا اس قبیل سی ہو اور نہ ہو
مجال اجتہاد کی ہو تو وہ بیچ حکم رفع کے ہوتا ہی جیسا کہ بیان کیا گیا ہی اصول حدیث مین
اور یہ بات ظاہر ہی کہ عبداللہ بن مسعود اپنی طرف سے نہین کہہ سکتا ہی لیکن یہ حدیثین اور
آثار اور یہ اجماع دلالت کرتا ہی اسپر کہ وتر کی تین رکعتین ہین اور ایک رکعت منسوخ ہوئی
اور دلیل اسپر حدیث ابن عمر کی ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صلوۃ
اللیل مثنی مثنی فاذا خشی احدکم الصبح صلی واحدۃ توتر ما قد صلی
روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم اور ترمذی اور طحاوی وغیرہم نے پس یہ حدیث صحیح صریح
دلالت کرتی ہی اسپر کہ صلوۃ لیل کے نہین ہی کم دو رکعت سے اور صلوۃ وتر کی صلوۃ لیل
ہی بالاجماع اور ساتھ صریح دلالت اسی حدیث کے پس نہوگی صلوۃ وتر کی کم دو
رکعتون سے پس ہوئی صلوۃ لیل کی ایک رکعت منسوخ ساتھ اس حدیث صحیح کی اور تائید کی ہی
اس نسخ کو حدیث ابی سعید خدری نے کہ کہا اوس نے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نهی عن البتیراء ان یصلی الرجل واحدۃ یوتر بہا ذکر کیا اسکو برہان شرح
مواہب الرحمن مین اور اسی پر دلالت کرتا ہی اجماع مسلمین کا اور آثار صحابہ کے بھی اور
حدیث ابی ایوب کی کہ اوپر مذکور ہوئی ہی غیر معمول ہی بالاجماع کیونکہ وہ حدیث
دلالت کرتے ہی تخییر پر سو یہہ بالاجماع منسوخ ہی باقی رہا جواز سو وہ بھی اسیطرح
ان دلیلون مذکورہ سی منسوخ ہوا پس ثابت ہوا ان دلیلون مذکورہ سی کہ وتر تین رکعت ہین

نہ کم نہ زیادہ اور یہی مذہب ہے امام مالک اور ابو حنیفہ کا اور اصحاب انکا باقی رہی یہہ بات
کہ ایک سلام چاہئے وتر میں یا دو سلام روایت ہے عائشہ رضی سے کہا کان رسول اللہ صلی
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یسلم فی رکعتی الوتر روایت کی یہہ نسائی اور طحاوی
اور ابن ابی شیبہ نے اور روایت ہے عائشہ سے کہ کہا کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یوتر بثلث لا یسلم الا فی آخرہن کہا حاکم نے یہہ حدیث اوپر شرط شیخین کے ہے
اور روایت ہے ابی بن کعب سے کہ کہا کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یقرأ فی الوتر فی الرکعۃ الاولی بسبح اسم ربک الاعلی وفی الثانیۃ
بقل یا ایہا الکافرون وفی الرکعۃ الثالثۃ قل ہو اللہ احد ولا یسلم
الا فی آخرہن روایت کیا اسکو نسائی نے اور روایت ہے ابو سعید خدری سے کہ کہا فرمایا رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لا فصل فی الوتر روایت کیا اسکو ابو حنیفہ نے پس
یہہ حدیثیں دلالت کرتی ہیں اوپر اسکے کہ آنحضرت سلام پھیرتے نہ تھے مگر اخیر رکعت میں اور نہ
کہ فصل کرنا درمیان ساتھ سلام کے اور صحیح ہے دراسی پر ہے دعوی اجماع کا روایت ہے
خلد سے کہ کہا سألت ابا العالیۃ عن الوتر فقال علمنا اصحاب محمد
صلی اللہ علیہ وسلم ان الوتر ثلث رکعات مثل صلوۃ المغرب
غیر انا نقرأ فی الثالثۃ ہذا وتر اللیل وہذا وتر النہار روایت
کیا اسکو طحاوی نے اور روایت ہے ابی الزناد سے کہ کہا اوسی اثبت عمر بن عبد العزیز
الوتر بالمدینۃ بقول الفقہاء ثلثا لا یسلم الا فی آخرہن روایت
کیا اسکو طحاوی نے اور روایت ہے حسن بصری سے کہ کہا اجتمع المسلمون علی
ان الوتر ثلث لا یسلم الا فی آخرہن اور یہی مذہب ہے حنفیوں رحمہم اللہ کا

تنبیہ یہہ چند مسایل اختلافیہ لکہی گئی ہین اور مسائل کو بہی انہین پر
قیاس کرنا چاہئی کہ ہر مسئلہ کا یہہ ماخذ رکہتی ہین اگرچہ جاہل کو اسپر اطلاع
نہو اور اطلاع اونکی سب ماخذون پر کیونکر ہو سکی کہ نہ کتابین اونکی مذہب
کی ماخذون کی یہان ہین اور نہ علم اور فہم ہمارا ویسا کہ اونکی ماخذون تک
پہنچین چنانچہ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب در رسالۂ امامت در تنبیہ ثانی نوشتہ اند
پس مشابہ با نبیا در علم احکام یا مجتہدین مقبولین باشند یا ملہمین محفوظین
پس مشابہ با نبیا در فن مجتہدین مقبولین اند پس ایشان را از ائمہ فن باید
شمرد مثل ائمہ اربعہ ہر چند مجتہدین بسیار از بسیار گذشتہ اند فاما مقبول
درمیان جمہور امت ہمین چند اشخاص اند پس گویا مشابہت تامہ درین فن
نصیب ایشان گردیدہ بنا برعلیہ درمیان جماہیر اہل اسلام از خواص و عوام
ملقب بامام معروف گشتہ یا اللہ سبکو راہ حق دکہا اور طریق باطل سی بچا

الحمد للہ اولاً و آخراً ظاہراً و باطناً و صلی اللہ علی
سیدنا محمد و آلہ و صحبہ و بارک
وسلم ابداً ابداً

بعد اسکی بخدمت بہائی مسلمانونکی یہہ التماس ہی
کہ ایک شخص صدیقی النسب حنفی المذہب مسمی محمد شاہ وقت ابتداء
تصنیف اس رسالہ کیسی انتہا جہینی تک بیچ خدمت حافظ الملۃ والدین مولانا محمد قطب الدین
ادام اللہ فیضہ کی حاضر رہا اور سعی و کوشش کسیطرح کا بقدر وسعت اپنی کے
قصور نہین کیا اب ناظرین اور طالبین سی امید ہی کہ وقت پڑہنی پڑہانیکی دعاء
خیر سی یاد فرماوین اور ایکہزار دوسو اناسی ہجری مین تالیف ہوا یہہ رسالہ فقط